ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ
یکم جولائی ۱۹۶۶ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کُنَّا نُصَلِّیْ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: رَکْعَتَیْنِ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ فَقِیْلَ: اَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلَّاھَا؟ قَالَ: کَانَ یَرَانَا نُصَلِّیْھِمَا فَلَمْ یَاْمُرْنَا وَلَمْ یَنْھَنَا، رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج غروب ہونے کے بعد مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھتے تھے۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو پڑھتے تھے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ آپ ہم کو نماز پڑھتے دیکھتے تھے۔ سو نہ ہم کو اس چیز کا حکم کرتے اور نہ اس سے منع کرتے۔ (مسلم)

وَعَنْہُ قَالَ: کُنَّا بِالْمَدِیْنَۃِ فَاِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلٰوۃِ الْمَغْرِبِ ابْتَدَرُوا السَّوَارِیَ فَرَکَعُوْا رَکْعَتَیْنِ حَتّٰی اِنَّ الرَّجُلَ الْغَرِیْبَ لَیَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَیَحْسَبُ اَنَّ الصَّلٰوۃَ قَدْ صُلِّیَتْ مِنْ کَثْرَۃِ مَنْ یُّصَلِّیْھِمَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مدینہ میں تھے۔ پس جس وقت مؤذن مغرب کی اذان دیتا تو سبقت کرتے (صحابہ کرام) مسجد کے ستونوں کی طرف اور دو رکعت پڑھتے۔ یہاں تک کہ مسافر آدمی مسجد میں آتا اور وہ گمان کرتا کہ نماز ہو چکی ہے ان دو رکعت پڑھنے والوں کی کثرت سے۔ (اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔)

ف: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حدیث بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے پیش نظر مغرب کی نماز سے پہلے نوافل پڑھنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے سوائے مغرب کی نماز کے۔ ملا علی قاری نے کہا۔ یہ نماز پڑھنا نادر ہے۔ اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز میں عجلت فرمایا کرتے تھے۔ اور اس سے بہت تاخیر ہو جاتی ہے۔ سو یا تو یہ نماز بعض احوال میں پڑھی۔ یا پہلے یہ نماز تھی۔ پھر بعد میں اس کو ترک کر دیا۔ جیسا کہ اس کا ثبوت موجود ہے۔

فِیْہِ حَدِیْثُ ابْنِ عُمَرَ السَّابِقُ اَنَّہٗ صَلّٰی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْجُمُعَۃِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ترجمہ: امام نووی فرماتے ہیں۔ کہ اس باب کے متعلق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کے بعد دو رکعت پڑھیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، "اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمُ الْجُمُعَۃَ فَلْیُصَلِّ بَعْدَھَا اَرْبَعًا"، رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کی نماز پڑھے تو اس کو چاہئے کہ اس کے بعد چار رکعت اور پڑھ لیا کرے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یُصَلِّیْ بَعْدَ الْجُمُعَۃِ حَتّٰی یَنْصَرِفَ فَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ فِیْ بَیْتِہٖ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے بعد کوئی نماز (مسجد میں) نہیں پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ وہاں سے تشریف لے آتے اور گھر میں آکر دو رکعت پڑھتے تھے۔ (مسلم)

ف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جمعہ سے پہلے چار رکعت کا سنت مؤکدہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اور اس کے علاوہ اور احادیث سے سنیت "اربعۃ قبل الجمعۃ و بعد الجمعۃ" باحسن وجوہ ثابت ہوتی ہے۔ اور ایک روایت میں جمعہ کے بعد چھ رکعت کی تعداد آئی ہے۔ اس لئے قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اسی کے قائل ہیں۔ واللہ اعلم و علمہ اتم۔

عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: صَلُّوْا اَیُّھَا النَّاسُ فِیْ بُیُوْتِکُمْ فَاِنَّ اَفْضَلَ الصَّلٰوۃِ صَلٰوۃُ الْمَرْءِ فِیْ بَیْتِہٖ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃَ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو، اس لئے کہ آدمی کی بہترین نماز وہ ہے جو گھر میں ہو، سوائے فرض نماز کے۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اِجْعَلُوْا مِنْ صَلٰوتِکُمْ فِیْ بُیُوْتِکُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْھَا قُبُوْرًا۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ کچھ نمازیں گھر میں بھی پڑھا کرو۔ اور ان کو قبریں نہ بناؤ۔ یعنی قبروں کی طرح اپنے گھروں کو نماز سے خالی نہ رکھو۔ (اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۲ | ۱۲ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ بمطابق یکم جولائی ۱۹۶۶ء | شمارہ ۷

ذوالفقار علی بھٹو

پاکستان کے جواں سال، باہمت، پُروقار اور اولوالعزم وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو سات سال تک پاکستان کی بہترین اور شاندار خدمات انجام دینے کے بعد سبکدوش ہو گئے ہیں۔ ان کی سبکدوشی کی افواہیں کافی عرصہ سے سنی جا رہی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس خبر سے کسی بھی شخص کو حیرت نہیں ہوئی۔ لیکن اگر پاکستانی عوام کے دلوں کو کُرید کر دیکھا جائے یا کوئی ایسا آلہ ایجاد ہو جائے جس سے دلوں کے حالات معلوم ہو جائیں تو یہ واضح بات ہے۔ کہ پاکستان کے بچے بچے نے وزارت خارجہ سے بھٹو صاحب کی علیحدگی کو شدت سے محسوس کیا ہے اور ان کے دل اس فیصلہ پر یقیناً نوحہ کناں ہیں —— پاکستان کا ہر بہی خواہ دل سے چاہتا ہے کہ مسٹر بھٹو ملک و قوم کی خدمات بدستور انجام دیتے اور دشمنانِ پاکستان کے سینے پر مونگ دلتے رہتے۔ مگر افسوس حالات نے مساعدت نہ کی اور انہیں رخصت ہونا پڑا — ہماری جچی تُلی رائے ہے کہ اگر پاکستان بننے کے بعد وزیر بننے والے حضرات کی کارگذاریوں پر نگاہ ڈالی جائے تو یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ آج تک کوئی ایسا وزیر پاکستان کی تاریخ میں نہیں ہوا جس کی وزارت سے علیحدگی کو لوگوں نے محسوس کیا ہو اور اس سے محبت و عقیدت کا وہ مظاہرہ کیا ہو جو مسٹر ذوالفقار علی بھٹو سے کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسٹر بھٹو اپنی حب الوطنی، ذہانت، بے لوث خدمت اور بے پناہ جذبۂ کارکردگی کی بناء پر لوگوں کے دلوں اور نگاہوں میں بس رہے تھے اور لوگوں کو صدمہ ہے کہ ایسے وقت میں جب کہ ان کی اشد اور بے پناہ ضرورت تھی۔ وہ وزارت سے کیوں الگ ہو گئے۔

ہم ان کالموں میں بار بار تحریر کر چکے ہیں کہ بھٹو کی آواز قوم کی آواز ہے اور وہ قومی جذبات کے بہترین ترجمان کی حیثیت سے لوگوں میں اُبھرے ہیں۔ چنانچہ حالات ہمارے اس قول کی عملی تصدیق کر رہے ہیں۔ مسٹر بھٹو اقتدار سے محرومی کے بعد جہاں کہیں گئے ہیں عوام نے ان کے لئے آنکھیں فرشِ راہ کی ہیں۔ اور ہر اسٹیشن پر اُن کا فقید المثال استقبال ہوا۔ ان کے ساتھ عوام کے اس والہانہ لگاؤ سے یہ بات قطعی طور پر سامنے آ جاتی ہے کہ بھٹو اگرچہ وزارتِ خارجہ کے قلمدان سے سبکدوش ہو گئے ہیں اور حکومت سے علیحدگی اختیار کر چکے ہیں لیکن لوگوں کے دلوں پر بدستور ان کی حکومت ہے۔

ہمارے خیال کے مطابق تمام کارپردازانِ مملکت اور اربابِ اختیار کو بھٹو صاحب سے سبق سیکھنا چاہئے اور ان کی مثال سے یہ نتیجہ اخذ کرنا چاہئے کہ اقتدار آنی جانی شے ہے یہ ہمیشہ کسی کا ساتھ نہیں دیتا لیکن ملک و قوم کی بے لوث خدمت اور جذبۂ حب الوطنی کبھی رائیگاں نہیں جاتے — یہ خوبیاں انسان کو کبھی مرنے نہیں دیتیں اور ان خوبیوں کے حامل افراد مسندِ اقتدار سے محروم ہو جانے کے بعد بھی عوام کے دلوں میں زندہ و تابندہ رہتے ہیں۔ اُن کی یاد، ان کی عزت، ان کی عظمت اور ان سے محبت کا جذبہ ہمیشہ تازہ رہتا ہے اور وہ جہاں کہیں ہو عوام کے محبوب و مقتداء بنے رہتے ہیں۔

اس وقت ہم اصولی طور پر اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ موجودہ نظام میں وزراء کی شمولیت یا سبکدوشی پر اظہارِ خیال کریں کیونکہ یہ سراسر حکومت کا اندرونی معاملہ ہے۔ اور

رموزِ مملکت خویش خسرواں دانند

مسلمہ امر ہے مگر ہمیں یہ حق پہنچتا ہے کہ ہم بھٹو صاحب کو ان کے بےمثال کارناموں پر خراج تحسین پیش کریں تاکہ دوسرے اربابِ اختیار بھی ان کے نقشِ قدم پر چل کر حسنِ کارکردگی، ملک و قوم کی انتھک اور بے لوث خدمت اور بہترین فکر و عمل کے ایسے ہی کارنامے سرانجام دیں اور اقوامِ عالم کی نگاہ میں پاکستان کو سربلند و سرافراز کریں۔ ہمیں خوشی ہے کہ صدرِ مملکت بھی اس سلسلے میں ہمارے اور پاکستانی عوام کے ہمنوا نظر آتے ہیں اور انہوں نے بھی بھٹو صاحب کو ان کی سات سالہ بہترین خدمات پر ہدیۂ تحسین و تبریک پیش کیا ہے۔

فی الواقع ان کی خدمات بھی ایسی ہیں جو تاریخِ پاکستان میں سنہرے حروف سے لکھی جائیں گی۔ ہمارے سابق رہنماؤں نے جو خارجہ پالیسی مرتب کی تھی اس کی وجہ سے ہم امریکہ کے غلام بن رہ گئے تھے۔ مغربی ممالک ہمیں گھڑے کی مچھلی تصور کرتے تھے اور دیگر مسلم ممالک میں صرف یہی نہیں کہ ہمارا وقار خاک میں مل چکا تھا بلکہ ہمارے خلاف شدید بدگمانیاں پیدا ہو چکی تھیں۔ روس ہمارا سخت دشمن ہو گیا تھا اور پشاور کے گرد سرخ رنگ کا دائرہ بنا کر اسے راکٹوں سے نیست و نابود کرنے کی دھمکیاں دیتا تھا۔ چین سے تعلقات ناگفتہ بہ تھے۔ اور ان کی خوشگواری کا کوئی امکان نہ تھا — غرض ساری دنیا میں ہماری ساکھ بگڑ چکی تھی اور

(باقی صفحہ ۱۷ پر)



۲۶ ؍ صفر المظفر ۱۳۸۶ھ بمطابق ۸ ؍ جون ۱۹۶۶ء

گناہوں کی وجہ سے ایمان سلب ہونے کا خطرہ ہے

اس لئے

اپنے ایمان کی حفاظت کریں

حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفیٰ : اما بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

اللہ تعالیٰ کا احسان و فضل ہے کہ اس نے ہمیں اپنی یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ اس ذکر کو قبول فرما کر ذریعہ نجات بنائے۔ آمین!

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میرا ۷۵ سالہ تجربہ ہے کہ اللہ کے فضل سے ایمان نصیب ہوتا ہے اور اللہ کے فضل ہی سے قبر تک ایمان صحیح وسلامت جاتا ہے۔ ایمان کے بچاؤ میں کسی کے علم، طاقت یا دولت کسی کا کچھ دخل نہیں۔ میں نے بعض بڑے بڑے علماء کرام جن کے نام کی بہت شہرت تھی۔ اور جن کو اسلامی تعلیمات کا پورا علم تھا کے ایمان، بدکرداری، بدعملی اور غرور و گھمنڈ کی وجہ سے بھسم ہوتے دیکھے ہیں۔ صرف نبوت خداداد چیز ہے۔ یہ چھینی نہیں جا سکتی۔ اس کے علاوہ بدکرداری اور برے اعمال کی وجہ سے ایمان سلب ہونے کا اندیشہ ہر وقت لگا رہتا ہے۔

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے۔ کہ بے شک ذکر و عبادت اور نماز بڑی فضیلت رکھتی ہیں۔ اور ذریعہ نجات ہیں۔ لیکن اس کے بعد غرور و گھمنڈ نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ ہم بہت زیادہ نیک ہو گئے ہیں، ہمارے جیسا کوئی نیک نہیں بلکہ اور زیادہ عاجزی اور انکساری کرنی چاہیئے۔ اگر درخت کو پھل لگے تو اس کی ٹہنیاں جھک جاتی ہیں۔ اسی طرح نیکی کے کاموں کی زیادتی کے ساتھ انکساری اور عاجزی زیادہ ہونی چاہیئے۔ اور زیادہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکیں۔ غرور گھمنڈ کو قریب نہ آنے دیں۔ جس طرح دنیا کی دولت کی زیادتی کے ساتھ اس کی حفاظتی تدابیر بھی بہتر بنائی جاتی ہیں۔ نوکر چاکر زیادہ رکھے جاتے ہیں تاکہ چوروں اور ڈاکوؤں سے محفوظ رہے اسی طرح ہمیں اپنے ایمان کو بچانے کی فکر کرنی چاہیئے۔ ایمان کی زیادتی اور نیکی کی رغبت میں اضافے کے ساتھ ساتھ اس کی حفاظت بھی اور زیادہ کرنی چاہیئے۔ شیطانی کاموں، بے حیائی اور بدکرداری، حرام خورد و نوش اور غیر اسلامی رسومات کے قریب تک نہ جائیں۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف دل لگائے رکھیں۔ ایمان کی سلامتی کے لئے بارگاہ الٰہی میں کثرت سے دعا کرتے رہا کریں اپنی زبان کو ذکر اللہ سے تر رکھیں۔

افسوس ہے کہ آج ہمیں دنیا محبوب، دنیا مقصود اور دنیا مطلوب ہے آخرت کی نجات اور خدا کے خوف کے متعلق کوئی خیال نہیں۔ اگر کوئی عبادت کرتے بھی ہیں، ذکر اللہ کرتے بھی ہیں تو وہ دنیا کی دولت میں زیادتی کے لئے کرتے ہیں۔ کاروبار میں زیادتی اور دولت میں اضافہ کے لئے بزرگوں سے وظائف پوچھتے ہیں۔ آخرت کی نجات کی کوئی فکر نہیں۔ اللہ کی خوشنودی اور رضامندی کے لئے عبادت و ذکر بالکل نہیں کرتے۔ بزرگوں اور اللہ کے نیک بندوں کے پاس اس لئے جاتے ہیں یا ان سے اس لئے تعلق رکھتے ہیں تاکہ دنیا کی دولت ان کی برکت سے مل جائے۔ یہ کبھی خیال نہیں آیا کہ ان کی برکت سے ہم نیک بن جائیں۔ گناہوں کو ترک کر دیں۔ ذکر اللہ رضاء الٰہی کے لئے کرنا شروع کر دیں۔

حضرتؒ کو اکبر الہ آبادیؒ سے کافی محبت تھی۔ ایک مرتبہ حضرت امروٹیؒ کے ساتھ الہ آباد گئے۔ تو اکبرؒ باہر آئے اور کہا کہ مولانا! اب بوڑھے ہو چکے ہیں۔ بس ایک تمنا ہے کہ گوشۂ تنہائی ہو اور یادِ الٰہی ہو۔ صرف اتنا سن کر حضرت امروٹیؒ فرمانے لگے کہ بیٹا! چلو چلیں جو کچھ دیکھنا تھا دیکھ لیا۔ اللہ والے ایک ہی نظر میں کھوٹے کھرے کی پہچان کر لیتے ہیں۔ حضرتؒ اکبر الہ آبادی کا ایک شعر پڑھا کرتے تھے ؎

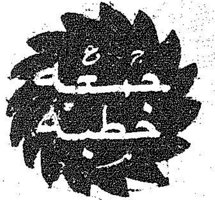
سب کو یہ مسلم ہے کہ معبود وہی ہے
کم ہیں جو سمجھتے ہیں کہ مقصود وہی ہے

دنیا میں بہت کم لوگ ہیں جن کو رضاء الٰہی مقصود ہے جو اس کی خوشنودی کے لئے عبادت و ذکر اور دنیا کا کاروبار کرتے ہیں۔ یہ اخلاص اور نیکی کی رغبت اللہ والوں کی صحبت میں میسّر ہوتی ہے۔

میری آج کی معروضات کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمان کا نصب العین، مقصدِ حیات اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے، نجاتِ آخرت ہے نہ کہ صرف دنیا کی کامیابی اور دولت اکٹھی کرنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو دنیا چاہتے ہیں۔ ہم ان کو دنیا اتنی دیتے ہیں جتنی ہماری مرضی ہو اور جو دنیا اور آخرت کی بھلائیاں چاہتے ہیں تو ہم ان کو دنیا اور آخرت دونوں میں انعامات اور رحمت و برکت سے نوازتے ہیں۔

(باقی صـ۱۷ پر)



۵ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ بمطابق ۲۴ جون ۱۹۶۶ء

سچائی اور حقیقت کی راہ فقط ایک ہے!

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الّذین اصطفیٰ : امّابعد : فاعوذباللہ من الشّیطٰن الرّجیم:

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم:۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ج وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ج وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ج وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ط ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ٥ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ج وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ج لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ج وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ج وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ط ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ٥ لا وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ج وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ط ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ٥ (پ ۸ الانعام آیت ۱۵۲ تا ۱۵۴)

ترجمہ: کہہ دو آؤ میں تمہیں سُنا دوں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے۔ یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور تنگدستی کے سبب سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو، ہم تمہیں اور انہیں رزق دیں گے اور بے حیائی کے ظاہر اور پوشیدہ کاموں کے قریب نہ جاؤ اور ناحق کسی جان کو قتل نہ کرو جس کا قتل اللہ نے حرام کیا ہے تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ تم سمجھ جاؤ اور سوائے کسی بہتر طریقہ کے یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور ماپ اور تول کو انصاف سے پورا کرو۔ ہم کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور جب بات کہو تو انصاف سے کہو۔ اگرچہ رشتہ دار ہی ہوں اور اللہ کا عہد پورا کرو۔ تمہیں یہ حکم دیا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اور بے شک یہی میرا سیدھا راستہ ہے۔ سو اسی کا اتباع کرو اور دوسرے راستوں پر مت چلو وہ تمہیں اللہ کی راہ سے ہٹا دیں گے۔ تمہیں اسی کا حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

بزرگانِ محترم! کتاب و سنت کی تعلیمات کی رُو سے انسان کا کام یہ ہے کہ اللہ کے حکموں کی من و عن تعمیل کرے۔ اپنی طرف سے اپنے اوپر کوئی پابندی عائد نہ کرے اور اگر وہ ایسا کرے گا تو ظالم اور جابر کہلائے گا۔ انسان جن چیزوں کو اپنے اوہام و خرافات کی وجہ سے حرام قرار دے دیتا ہے فی الحقیقت وہ حرام نہیں ہیں۔ حرام تو وہ اعمال اور چیزیں ہیں جو حقیقت اور راستی کے خلاف ہیں۔ خدا اور اس کے رسولؐ کے احکام کے خلاف ہیں۔ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہیں اور جن سے خدا کے تمام پیغمبروں نے متفقہ طور پر نوعِ انسانی کو روکا ہے۔ چنانچہ ان آیاتِ مذکورہ بالا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوتا ہے کہ اے میرے پیارے پیغمبر! نوعِ انسانی سے فرما دیجئے کہ آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں کہ اللہ نے تمہارے لئے کیا کیا کام مقرر کئے ہیں —— تمہارا فرض ہے کہ اللہ کے احکام بجا لاؤ۔ اور اپنی مرضی سے قاعدے اور ضابطے نہ بناؤ —— قانون بنانا تمہارا کام نہیں۔ یہ تو فقط اللہ تعالےٰ جلّ شانہٗ کا کام ہے۔ تمہیں چاہئے کہ اللہ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ کرو۔

سب سے بڑا گناہ

دیکھو! انسان کے لئے سب سے بڑی چیز جو حرام قرار دی گئی ہے اور جس کے ارتکاب پر یا مباح کر لینے کی وجہ سے اُسے سخت سے سخت اور دردناک سزائیں دی جانے والی ہیں۔ وہ یہ ہے کہ انسان خدا کے ساتھ اُس کی ذات و صفات میں کسی دوسری چیز کو شریک کرے۔ خواہ وہ چیز از قسمِ نباتات، جمادات یا حیوانات ہو یا کسی اور نوع سے ہو اور چاہے ہم اسے دیکھ سکیں یا نہ دیکھ سکیں۔

یاد رکھو! اللہ کے نزدیک یہ سب سے بڑا گناہ ہے اور یہ کسی صورت میں بخشا نہیں جائے گا —— قرآنِ عزیز اسے "ظلم" کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے اور اسے دل کا روگ کہہ کر پکارتا ہے —— یہ ممکن ہے کہ چوری یا زنا جیسے افعالِ قبیحہ اور کبیرہ گناہوں کے ارتکاب کے باوجود مسلمان، مسلمان رہیں اور دولتِ ایمان سے بالکلیہ محروم نہ ہوں۔ اگرچہ خدا کے نزدیک وہ گنہگار اور سخت سزا کے مستوجب ہوں گے مگر یہ یقینی بات ہے کہ شرک کا وطیرہ اختیار کرنے کے بعد ہرگز مسلمان نہیں رہ سکتے۔

برادرانِ اسلام! آج کل مسلمانوں پر دینی و دنیوی مصائب اور بلائیں جو آسمان سے نازل ہو رہی ہیں اس کی

بڑی وجہ یہی ہے کہ وہ صحیح معنوں میں مسلمان نہیں رہے۔ ان کے دلوں میں شرک کا روگ اور غیراللہ کا خوف داخل ہو چکا ہے ـــــ اکثر مسلمان سب سے بڑے ظلم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ وہ خدا کو فراموش کر کے اور اسے نکما جان کر چھوڑ بیٹھے ہیں خدا کی ذات پر کامل اعتماد، عظیم تصور ان کے دلوں سے رخصت ہو چکا ہے اور دوسروں کے در پر پڑے ماتھے رگڑ رہے ہیں۔ انہوں نے خدا کو چھوڑ دیا ہے اور خدا انہیں چھوڑ بیٹھا ہے۔ نتیجۃً ذلت پرستی اور نامرادی سے دو چار ہیں اور زندگی کے ہر میدان میں ناکامی کا منہ دیکھ رہے ہیں۔

آہ! کس قدر دردناک اور الم انگیز منظر ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ مسلمانو! تم لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے ہو۔ تمہارا کام نیکی کو عام کرنا اور لوگوں کو برائیوں سے روکنا ہے اور تم کارِ نبوت کو جاری رکھنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ تم لوگوں میں اس بات کا اعلان کر دو کہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین سے بدسلوکی کرنا، اولاد کو تنگ دستی یا رزق کی کمی کے خوف سے مار دینا اور بے حیائی کے کام چوری چھپے ہوں یا علانیہ تم پر حرام کر دیئے گئے ہیں۔ نیز یتیموں کا مال ناحق کھانا، ماپ تول میں کمی کرنا، بے انصافی کرنا اور اقرار و وعدہ کو پورا نہ کرنا یہ سب چیزیں حرام ہیں اور اللہ کے غضب کو بھڑکانے والی ہیں۔ مگر آج کا مسلمان دوسروں کو تبلیغ کرے گا جبکہ وہ خود اللہ کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام نہیں سمجھتا۔ آج مسلمانوں کے اکثر و بیشتر وہ افراد ہیں جو بت پرست عربوں کو، گوسالہ پرست یہودیوں کو، ستارہ پرست صابیوں کو اور اوہام پرست ہندوؤں کو مات کئے ہوئے ہیں۔ وہ دوسروں کو کس منہ سے توحید کی طرف بلائیں جبکہ وہ خود اس سے کوسوں دور ہیں۔

والدین کے ساتھ بدسلوکی

کی مثالیں جس قدر مسلمانوں میں موجود ہیں اس زمانے میں شاید ہی کسی دوسری قوم میں موجود ہوں بے ادبی، بے پرواہی، نافرمانی، ایذادہی اور بڑھاپے میں والدین سے سرکشی و انکار میں جس قدر آج کل کا نام نہاد مسلمان بے باک ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔

غرض

ظاہر و باطن کی بے حیائیوں، زناکاری، عریانی، بے غیرتی، جھوٹ، مکر و ریا، غیبت گوئی اور فتنہ و فساد میں آج کل کا مسلمان اپنا جواب آپ ہے۔ قاتل اور غارتگر اکثر آج کل کے مسلمان ہی ہیں۔ یتیموں پر عرصۂ حیات تنگ کرنے والے، ان کا مال لوٹنے کھسوٹنے والے، عدالتوں میں ہیرا پھیری اور حیرت افزا کمی بیشی کرنے والے، مسند عدالت پر بیٹھ کر عدل و انصاف کا خون کرنے والے اگر موجود ہیں تو مسلمان ہیں۔

المختصر

انسانی شقاوت کی وہ کون سی بنیادی برائیاں ہیں جو آج کل کے مسلمانوں میں موجود نہیں؟ خدا اور اس کے رسولؐ کے احکام کا مذاق یہ اڑاتے ہیں، بزرگانِ دین کی تعلیمات سے یہ منحرف ہیں، اسلاف کا طرزِ عمل انہوں نے چھوڑ دیا ہے اور حقیقت و راستی کے جادے سے یہ بھٹک چکے ہیں۔

پس

اے برادرانِ عزیز! کیا آج کل کے مسلمان کی وہی حالت نہیں جو گذشتہ نافرمان قوموں کی تھی اور جس پر اُن کی غلط کاریوں کے سبب سے آسمانی بلائیں، جسمانی وبائیں اور ذلت و ادبار کی گھٹائیں چھا گئی تھیں اور منصبِ امارت و امامت اُن سے چھن گیا تھا؟ اگر آج ہم ویسے ہی نافرمان ہیں جیسے کہ وہ تھے، اگر آج ہم ویسے ہی بزدل اور ڈرپوک ہیں جیسے وہ تھے، اگر آج ہم ویسے ہی عیاش و بدمعاش ہیں جیسے وہ تھے تو پھر کیونکر ہم دنیا میں سربلند و سرافراز ہوں اور ہماری دھاک کیونکر اقوامِ عالم کے دلوں پر بیٹھے؟ ہم کس طرح دوسروں کو نیک عملی کی طرف بلائیں اور کیونکر اسلام کی حکومت قائم کریں۔

اے برادرانِ اسلام!

آؤ! اللہ کو صدقِ دل سے مان لو! جیو تو اسی کے دین کی خاطر اور مرو تو فقط اُسی کی راہ میں۔ اُس ذاتِ باری سے پختہ وعدہ کر لو کہ ہم تیرے سارے حکم بے چون و چرا مانیں گے۔ تیرے پیارے حبیب، امام الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فرمان پر جی جان نچھاور کریں گے اور جب تک زندہ ہیں تیرے مقبول اور برگزیدہ بندوں کی راہ پر چلتے رہیں گے۔

دیکھو! یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص اللہ کو مانے بھی اور اس کی نافرمانی بھی کرے۔ جو نافرمانی کرتا ہے اُس نے فی الحقیقت اللہ تعالٰی کو مانا ہی نہیں۔ اور جو ایمان لے آیا، اُس نے حکم برداری کا ذمہ لے لیا ہے۔ لہٰذا اے ایمان و اسلام کا اقرار کرنے والو! تم پر لازم ہے کہ اس قول و اقرار پر پورے اترو اور اپنا وعدہ وفا کرو۔

یاد رکھو! یہ احکام تمہیں اسی لئے سنائے جا رہے ہیں کہ تمہیں اللہ سے کیا ہوا اپنا وعدہ یاد آ جائے۔ اور تم ایک بات کہہ کر اس سے پھر نہ جاؤ ـــــ حکم سنانے سے فقط یہی مقصود ہے کہ تم پر اللہ کا سیدھا راستہ واضح ہو جائے۔ اس لئے سُن لو کہ یہ باتیں جو تمہیں بتائی جا رہی ہیں یہی اللہ کا مقرر کیا ہوا سیدھا راستہ ہے اور سچائی اور حقیقت کی ایک ہی راہ ہے سو اسی پر چلو اور دوسری راہوں پر نہ چلو کہ خدا کی راہ سے بھٹکا کر تمہیں تتر بتر کر دیں گی۔

اللہ تعالٰی ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وما علینا الا البلاغ

دعائے صحت

لائلپور۔ حضرت حاجی محمد لطیف صاحب خوشابی کی اہلیہ محترمہ پر فالج کا شدید حملہ ہوا ہے۔ متوسلین حضرت شیخ التفسیرؒ اور دیگر احباب سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔ احقر عبدالحی عابد لائل پور۔

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا فاؤکینٹ مبین

درسِ قرآن

منعقدہ ۲۷ مارچ ۱۹۶۶ء

مرتبہ محمد عثمان غنی

یورپ سے جو بات چلتی ہے ہم اس کو قبول کر لیتے ہیں۔ پہلے بھی بڑا پروپیگنڈا کیا گیا۔ اور اب بھی کیا جاتا ہے، تعددِ ازدواج پر۔ قرآن کی نصِ قطعی ہے وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی اگر تم خوف کرو کہ تم یتیموں میں انصاف نہیں کر سکو گے فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ج تم دو تین چار تک بیویاں کر سکتے ہو۔ اس میں حکم نہیں ہے اجازت ہے کہ تم کر سکتے ہو — اور اس کو سکنے کی مصلحت کیا ہے؟ حکمت کیا ہے؟ ۔ وہ بھی قرآن نے بیان کر دی۔ اور اس کے دو ترجمے کئے۔ ایک ترجمہ کیا حضرت قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اور دوسرے علماء نے بھی کیا ہے کہ یہاں پر تعددِ ازدواج پر اجازت ہے یتیموں کے پالنے کے لئے کہ اگر تمہارے معاشرے میں کوئی عورت بیوہ ہو گئی، چھوٹے چھوٹے بچے رہ گئے تو ان یتیم بچوں کو ویسے کون پالتا ہے؟ تم اس بیوہ کو اپنے نکاح میں اس غرض سے لے آؤ کہ جب یہ بیوہ میرے گھر کی مالک ہو جائے گی تو اس کے بچے میرے بچے بن جائیں گے، میرے گھر میں یہ پلیں گے، بیوہ کی زندگی بھی محفوظ ہو جائے گی بچے بھی پل جائیں گے — اس میں کونسا حرج ہے؟ بیوہ کو گھر کا مالک بنا لیا یتیم بچوں کو پال لیا ان کے ساتھ نسبت قائم ہو گئی ماں باپ کی۔ اس میں کونسی کمی ہے۔ اس لئے ربیبہ کا نکاح حرام ہے۔ قرآن کا نظام تو ہم سمجھتے نہیں۔ اسی سورتِ نساء میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہاری وہ ربیبہ بچیاں جو بیوہ عورت کے نکاح کے ساتھ تمہارے پاس آئیں ان کے ساتھ تمہارا نکاح حرام ہے۔ ربیبہ اس بچی کو کہتے ہیں جو یتیم بچی ہو، اس کا باپ مر جائے یا باپ طلاق دے دے اس بچی کی ماں کو اور اس عورت کے ساتھ پھر نکاح کیا جائے تو وہ چھوٹی بچی جو ہوتی ہے اس کو کہتے ہیں ربیبہ۔ ربیبہ مشتق ہے تربیت سے

جس نے اس دوسرے باپ کی گود میں پرورش پائی ماں کے ساتھ شادی ہو جانے کے بعد جب بیوہ کے ساتھ شادی ہو گئی۔ اب اس بیوہ کی وہ لڑکی جو پہلے خاوند سے تھی یہ اس کی بیٹی بن گئی، اس کے ساتھ اب نکاح حرام ہے — کتنا پیارا نظام ہے نظامِ تربیت؟ پھر تو ہمیں کوئی ضرورت نہ پڑے گی یہ بے ہودہ ادارے کھولنے کی، یہ فحش کاری کے اڈے کھولنے کی کوئی ضرورت نہ پڑے گی اگر ہم اس نظریّے کے ساتھ بیواؤں سے نکاح کرنے کی اجازت دیدیں اور قوم میں یہ شعور پیدا ہو جائے کہ بیوہ کے ساتھ نکاح کیا اور اس کے یتیم بچوں کو گھر کا مالک بنا دیا اس لئے میرا جہاں تک خیال ہے امام الانبیاء سید المرسلین، خاتم النبیّین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے متعلق آتا ہے کہ حضورؐ کی ایک زوجہ محترمہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کنواری تھیں اور باقی اُمّ سلمہؓ، حضرت خدیجہؓ وغیرہ یہ سب بیوہ تھیں اُمّ سلمہؓ بیوہ تھیں حضرت سلمہؓ کو حضورؐ نے پالا۔ حضورؐ کی گودی میں پلے اور ازواجِ مطہرات کے بچے بچیاں حضورؐ نے پالے۔

ایک یہ ترجمہ ہے وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی اگر تم یہ خوف کرو کہ تم ایسے یتیم بچّے کو اور بچیوں کو نہ پال سکو گے تو تم ان کی ماؤں کے ساتھ نکاح کر لو۔ بیوگی کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا اور یتیموں کی تربیت کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ الحمد للہ ہمارے ملک کو اللہ نے مصیبت سے بچا لیا، آئندہ بھی اللہ تعالیٰ بچائے ہماری افواجِ پاکستان نے بڑا اچھا کارنامہ انجام دیا اور ہمارے رضاکاروں نے، مسلمان قوم نے دیگر فقراء نے اہل اللہ نے بلکہ ہر مسلمان فرد نے گڑگڑا کر جو دعائیں مانگی تھیں وہ اللہ تعالیٰ نے قبول کیں ورنہ میرے بزرگو جہاں پر جنگ ہو جاتی ہے اس کے اثرات اللہ ہی جانتا ہے۔ جا کر ذرا یورپ سے پورے برلن کے بارے میں آپ اخبارات میں دیکھتے ہوں گے آپ مجھ سے اچھا جانتے ہیں بلکہ آپ میں سے تو کسی نے برلن دیکھا بھی ہو گا، برلن جرمنی کا دار الخلافہ تھا وہاں ایک دیوار بنی ہے جس سے اس کے دو حصّے کر دیئے ہیں مشرق والے مغرب کی طرف نہیں جا سکتے اور مغرب والے مشرق کیطرف نہیں جا سکتے

وہ لوگ دیوار پر چڑھ کر دیکھتے ہیں بلکہ پانی کے جو گندے نالے ہوتے ہیں ان میں نیچے گھس کر کوشش کرتے ہیں ایک دوسرے سے ملنے کی مگر پکڑے جاتے ہیں۔ ایک شہر، دار الخلافہ، جرمن قوم، لیکن جنگ کے بھوت نے ان کو وہ سزا دی کہ آج برلن بھی تقسیم ہے، آدھا اِدھر ہے آدھا اُدھر ہے اور پھر فن لینڈ یا دوسرے مقامات جہاں بم باری ہوئی ہے (اللہ تعالیٰ تمام اسلامی ممالک کو ایسے مظالم سے بچائے) اب جرمنی میں کہتے ہیں عورتیں زیادہ ہیں، نوجوان سارے جنگ میں مارے گئے۔ وہ عورتیں کہاں جائیں۔ اگر تعددِ ازدواج کا مسئلہ ہو تو عورتیں محفوظ۔ ہم نہیں سمجھتے اس حکمت کو جو محمد رسول اللہ نے فرمائی۔ ہمارا غلط نظریہ ہوتا ہے۔ ہم رسم و رواج میں آ کر پھنس جاتے ہیں۔

امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ارشاد فرمایا یَا عَلِیُّ۔ اے علی (خصوصی خطاب فرمایا) ثَلٰثٌ لَا تُؤَخِّرْهُنَّ۔ تین باتوں میں دیری نہ کیا کرنا۔ (۱) اَلصَّلٰوۃُ اِذَا اَتَتْ۔ نماز کا جونہی وقت آ جائے فوراً نماز پڑھو۔ ہو سکتا ہے بعد میں وقت نہ ملے، موت آ جائے، کسی اور مصروفیت میں رہ جاؤ۔ (۲) وَالْجَنَازَۃُ اِذَا حَضَرَتْ۔ جب کوئی مر جائے نمازِ جنازہ فوراً پڑھو، دفن کر دو، لمبا مت ٹھہراؤ، فوراً دفن کر دو۔ (۳) وَالْاَیِّمُ اِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفْوًا۔ اور بے نکاح خاتون کو فوراً گھر سے نکالو جب اس کے لئے کوئی مناسب خاوند مل جائے۔ "اَلْاَیِّمُ" کہتے ہیں بیوہ کو بھی اور بے نکاح کو بھی، خاوند نہ ہو۔ اب مجھے بھی سوچنا چاہیئے اور آپ کو بھی۔ ہمارا معاشرہ کدھر جا رہا ہے۔ امام الانبیاء تو فرماتے ہیں کہ بے نکاح کو فوراً گھر سے نکالو جب مناسب خاوند مل جائے اور مناسبت کس میں ہے؟ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

تُنكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ ط (متفق علیہ)

ترجمہ :۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لوگ عورت سے چار چیزوں کو مدّ نظر رکھ کر نکاح کرتے ہیں۔ کوئی تو مال کے لیے، کوئی خاندان اور ذات پات کے لیے، کوئی حسن و جمال کے لیے اور کوئی اس کی دین داری کے لیے لیکن تیری کامیابی اس میں ہے کہ تو دیندار کو نکاح میں لا، محنت کے ساتھ۔

ارشاد فرمایا کسی عورت کے ساتھ لوگ نکاح کرتے ہیں حسن و جمال کے لئے — اور حسن و جمال کا مظاہرہ آج کل تو بہت ہو رہا ہے۔ آپ کوئی اخبار اٹھا کر دیکھ لیں جیسے پاسپورٹ ہوتا ہے۔ ہماری بچیاں وعظ کرتی ہیں اخبار میں —— میں جانتا ہوں یہ ہماری بچیاں جو مضمون نگار ہیں یہ کہاں سے مضمون لاتی ہیں اور کیسے لاتی ہیں —— آپ بھی جانتے ہوں گے۔ یہ بڑے دُکھ کی باتیں ہیں۔ جن شہروں سے اخبارات نکلتے ہیں وہاں بچیاں اِس شوق سے کہ میرا فوٹو اور میرا مضمون اخبار میں آجائے۔ دوسروں سے مضمون لکھواتی ہیں، فیسیں دیتی ہیں، پیسے دیتی ہیں، منت سماجت کرتی ہیں اور پھر مضمون لکھوا کر ساتھ فوٹو چھپاں کیا وہ اخبار میں آتا ہے مضمون لکھنے والی کی شبیہ بھی آجاتی ہے اور مضمون بھی آجاتا ہے پھر وہ خوش ہوتی ہے ماں باپ خوش ہوتے ہیں کہ میری بیٹی کا فوٹو اخبار میں آگیا اور میری بیٹی کا مضمون بھی آگیا اور حدیث کو اُٹھا کر دیکھ لیجئے، خداوند تعالیٰ کی رحمتیں نہیں آتیں بلکہ میں تو سچ عرض کرتا ہوں اللہ کی لعنتیں برستی ہیں۔ وہ فوٹو جس کو محفوظ رکھنے کا حکم ہے جس کو پردے میں رکھنے کا حکم ہے وہ اخباروں میں آتا ہے اور پھر نیچے وعظ بھی ہوتا ہے۔ اگلے روز کی بات ہے ایک لڑکی ہے رابعہ بیٹی۔ میں بھی تو اخبار دیکھتا ہوں آخر ہم بھی تو بندے ہیں بھائی ہمارے لئے کوئی بریک تھوڑی ہی لگی ہوئی ہے اس رابعہ بیٹی کا ایک مضمون تھا اخبار میں۔ نام اثر کرتے ہیں مسمّی میں — میں نے دل میں کہا واہ ری رابعہ تیرے نام نے تجھ پر خوب اثر کیا ہے، تیرے ماں باپ نے تو تیرا نام رابعہ بصریہ کے نام پر رکھا ہوگا اور تو اچھی رابعہ نکلی ہے کہ تیرا فوٹو اخبار میں آ رہا ہے۔ بوڑھی عورت ہے — میں یہ باتیں استہزاءً نہیں کہہ رہا۔ یہ حقیقت ہے ہمارے معاشرے میں یہ بیماریاں پیدا ہو چکی ہیں۔

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ قرآن مجید نے تعددِ ازواج کا مسئلہ جو بتایا اس میں بڑی حکمت ہے۔ جس جگہ جنگ ہوتی ہے عموماً مرد مارے جاتے ہیں اور عورتیں رہ جاتی ہیں اور اس مسئلے کا شکار آج کل جرمنی ہے، فن لینڈ ہے۔ آپ نے اخباروں میں پڑھا ہی ہوگا وہاں مردوں کی نسبت عورتوں کی تعداد زیادہ ہے۔ اور یہ ویسے بھی درست ہے۔ اس میں کونسی قیامت ہے اگر کیا جائے نکاح۔ دوسرا ترجمہ علمائے حق نے کیا اور یہ بھی صحیح ہے وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ اگر تم خوف کرو کہ تم یتیموں میں انصاف نہ کر سکو گے تو پھر یتیم لڑکیوں کے ساتھ نکاح چھوڑ دو۔ اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ اگر ہم نے یتیم لڑکی کو نکاح میں لے لیا تو چونکہ اس کا باپ نہیں، اُس کا سرپرست نہیں اور جب وہ میری بیوی بن جائے گی تو اس کے حقوق نہ ادا کر سکوں گا تو تم اِس خطرے کو یوں ٹالو کہ یتیم لڑکیوں کے ساتھ تم نکاح نہ کرو بلکہ اور عورتیں کافی ہیں تم ان کے ساتھ نکاح کر لو فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ اس لئے کہ اسلام سے پہلے یہ دستور تھا کہ کسی خاندان یا قبیلے کا کوئی آدمی جب مر جاتا تھا اس کی چھوٹی بیٹی کے ساتھ نکاح کر لیا جاتا تھا اور اس کی غرض یہ ہوتی تھی کہ اب ہم حق مہر سے محفوظ رہ جائیں گے اس کے جو حقوق ہیں ان کے ادا کرنے سے محفوظ رہ جائیں گے، اور ہمارے معاشرے میں بھی یہ بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھ نصیب فرمائے۔ اگر بھائی مر جاتا ہے تو بھتیجی کا ہم اپنے بیٹے کے ساتھ نکاح کر دیتے ہیں غرض یہ ہوتی ہے کہ باپ اس کا مر چکا ہے یہ کہاں جائے گی بچاری میرے قابو میں رہے گی حالانکہ اس نیّت کے ساتھ نکاح کرنا یعنی ظلم کی نیّت سے نکاح کرنا عند اللہ حرام ہے۔ نیّت نکاح کی تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عفّت اور امانت نصیب فرمائے نہ کہ یہ نیّت ہو کہ یہ یتیم بچی ہے اس کو اگر میں نے اپنی بہو بنا لیا یا یتیم بھانجی ہے اس کو اگر میں نے اپنی بہو بنا لیا تو ہو سکتا ہے یہ میرے گھر میں رہے گی میں یا میری بیوی یا میرا بیٹا جتنا بھی ظلم کریں گے یہ برداشت کرے گی کیونکہ اس بچاری کا تو کوئی آسرا ہوگا نہیں حالانکہ قرآن کو دیکھئے فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ خبردار یتیم کو قہر کے ساتھ مت دیکھ۔ یتیم پر قہر کی نظر مت کر۔ اُسے مت اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنا۔ خواہ وہ یتیم تیرے قبیلے کا ہو خواہ تیرے قبیلے کا نہ ہو۔ کوئی اور ہو، مسلمان ہو بلکہ قرآن مجید کے الفاظ کا جہاں تک تعلق ہے میرے بھائی غیر مسلم یتیم کے ساتھ بھی اچھے برتاؤ کا حکم دیا گیا ہے۔

تو تعددِ ازواج کی دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے اور دوسرا ترجمہ یہ بھی ہوا کہ اگر تم ڈرو کہ تم انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں اگر تم نے یتیم لڑکیوں کے ساتھ نکاح کیا تو چونکہ ان کے پیچھے کوئی طاقت نہیں ہوگی تم ڈرتے ہو گے کہ ہم ان سے نکاح کرنے کے بعد ان کا حق ادا نہ کر سکیں گے نان و نفقہ میں یا دوسرے حقوق تو پھر یتیم لڑکیوں کے ساتھ نکاح نہ کرو۔

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ط ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا ۝ پس اگر تم ڈرو اِس بات سے أَلَّا تَعْدِلُوا کہ تم عدل قائم نہ رکھ سکو گے ایک سے زیادہ بیوی میں — یہ شرط ہے، خالی یہ مسئلہ نہیں ہے، اسلام نے تو حقوق بیان کئے اسلام نے تو تمام شرائط عائد کیں۔ قرآن مجید میں میرے بزرگو نکاح کی پہلی شرط یہ ہے ادائیگیِ حقوق کا مسئلہ۔ قرآن میں صاف موجود ہے کہ اگر تمہاری طاقت نہ ہو، بدنی طاقت، مالی طاقت، اخلاقی طاقت اگر تمہاری طاقت نہیں ہے تو پھر تم نکاح مت کرو۔

حدیثوں میں آتا ہے ایک نوجوان حاضرِ خدمت ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اللہ کے نبی میں نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ "تیرے پاس مال ہے کہ بیوی کا حق مہر دے سکے"؟ عرض کیا "حضور وہ تو نہیں ہے" فرمایا "پھر جا جا کے محنت کر"۔ عرض کیا "میں محنت کیا کروں؟ میں تو شادی کرنا چاہتا ہوں"۔ فرمایا کہ "نہیں"۔ "حضور میں نوجوان ہوں، مجھے گناہ کا خطرہ ہے"۔ فرمایا عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ ط روزے جا کر رکھ، اپنے نفس کو استری کر، اپنے نفس کی مرمت کر، روزے رکھ۔ بجائے اس کے کہ ایک لڑکی کو اپنے گھر میں لا کر نہ اس کو تو مہر دے، نہ اس کو تو خرچہ دے، نہ روٹی دے، نہ کپڑا دے

اور یہ خوشی منا کہ انہوں نے شادی کر لی، یہ تو ظلم ہو جائے گا؛ میرے دوستو میرے بزرگو ہمارے معاشرے میں یہ بھی بہت بڑی قیامت موجود ہے آج کل کہ مہر تو دیتے ہی نہیں۔ ہم مولوی نہیں دیتے تو آپ کیا دیتے ہوں گے۔ پتہ نہیں آپ دیتے ہوں گے لیکن مولوی تو چونکہ پڑھا ہوتا ہے اس لئے یہ اپنے لئے طریقہ نکال لیتا ہے۔ حالانکہ مہر مقرر کرتے وقت جب کہا جاتا ہے دیہات میں کہ بھائی تم وہ مہر رکھو جو مہر ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکی کا۔ حضرت فاطمہؓ کا مہر تھا پانچ سو درہم۔ اس ۵۰۰ درہم کو اگر ہمارے یہاں کے سکے میں تبدیل کریں تو ۱۳۲ روپے سوا پانچ آنے بنتے ہیں (پاکستانی روپے، ¼۵ آنے ۱۳۲ روپیہ) یہ مہر کس کا ہے؟ سید المرسلؐ کی اس بچی کا جس کے متعلق فرمایا سَیِّدَةُ النِّسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطِمَةُ اور جس کے متعلق فرمایا۔ فَاطِمَةُ بُضْعَةٌ مِّنِّیْ مَنْ اٰذَاهَا فَقَدْ اٰذَانِیْ فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے جس نے اسے دکھ پہنچایا اس نے مجھے دکھ پہنچایا۔ فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے۔ اُس فاطمہ کا مہر کتنا ہے؟ ایک سو بتیس روپیہ سوا پانچ آنے ــــ اور ہماری بیٹیوں کا؟ کتنا مہر؟ "جناب دس ہزار لکھ دیجئے"۔ "دس ہزار؟" "چلو آٹھ ہزار کر دو" "ارے اتنا زیادہ؟" "چلو بادشاہو پانچ ہزار کر دو میں بھی آخر خاندان قبیلے والا ہوں کس نے دینا ہے اور کس نے لینا ہے؟" دولہا میاں بھی سہرے باندھے ہوتا ہے اور گوپی چند بنا ہوتا ہے وہ بھی کہہ دیتا ہے "لکھ دو جناب پانچ ہزار لکھ دو" "ارے دو گے بھی؟" کس نے دینا ہے اور کس نے لینا ہے؟ میرے باپ نے نہیں دیا تو میں کہاں دوں گا ــــ یہ رونے کی باتیں ہیں آپ ہنستے ہیں۔

امام الانبیاءؑ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے نکاح تو کر لیا اور حق مہر بھی مقرر کر لیا، حق مہر مقرر کرتے وقت یہ خیال تھا دل میں کہ میں مہر دوں گا نہیں، صرف وقت کو ٹالتا ہوں، قیامت کے دن وہ زانیوں کی صفوں میں کھڑا ہو گا۔ دیکھو تو حدیثیں ہیں ـــ یہ معاملات کی باتیں ہیں ـــ یہ ہے اسلام کا نظام حیات یہ ہے اسلام کا نظام زندگی۔ فرمایا کہ مہر پہلے دو۔ مہر کی طاقت نہیں تو نکاح نہ کرو۔ اس لئے مہر میں اجازت دی کم از کم مہر کتنا ہے؟ دس درہم (ہمارے اڑھائی پاکستانی روپے بنتے ہیں) ــ اور زیادہ؟ جتنا تمہاری مرضی ہے رکھ لو لیکن تم ادا کرو۔ دو لاکھ رکھو، پانچ لاکھ رکھو، کروڑ رکھو، دس کروڑ رکھو، جائز ہے۔ لیکن ادا کرو ــ نام مت خوش کرو۔

یوپی کے بعض دوست یہاں پر موجود ہوں گے بہار کے علاقے کے۔ میں نے پڑھا ہے کسی کتاب میں کہ جب وہ مہر مقرر کرتے ہیں دیہاتوں میں، شہروں میں بھی کرتے ہوں گے تو وہ پوست کے ڈوڈے لے آتے ہیں۔ پوست کے ڈوڈے میں خشخاش ہوتی ہے تو مہر مقرر کرتے وقت کہتے ہیں کہ جتنے اس پوست کے ڈوڈے میں خشخاش کے دانے ہیں اتنے ہزار مہر ہے میری بیٹی کا۔ وہ کہتا ہے مجھے قبول ہے یہ کیا لغویت ہے؟ یہ کیا بے ہودگی ہے؟ مہر تو متعین کرو۔ قرآن میں آتا ہے حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ فرمایا (یہ بچیوں کی مجلس بھی ہے اس لئے میں دینی باتیں ایسی بھی کہہ دیتا ہوں)۔ حضرت عمرؓ نے شاہی فرمان نافذ کیا کہ کوئی آدمی نکاح میں مہر فاطمی سے زیادہ مہر مقرر نہ کرے۔ یعنی پاکستانی روپے ۱۳۲-۵-۴۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بھی یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی بچیوں کے نکاح میں ایک سنت تو ادا کریں۔ یہ بھی نیک فال ہے۔ حضرتِ مدنی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ نیک فالی ہے جب ایک شخص اپنی بچی کا نکاح حضرت فاطمہ کے مہر کے مطابق کرے گا۔ تو ہو سکتا ہے کہ آئندہ چل کر اس کی یہ بچی حضرتِ فاطمہؓ کے نقش قدم پر چلے۔ بہترین فال لی ہے۔ میرے دوستو! ایک آدمی نے دس ہزار روپے اپنی لڑکی کا مہر لکھوا لیا رات کو جا کر وہ بچی مر گئی دس ہزار کے لئے وہ چکر مارے گا؟ اُسے کون دے گا؟ یہ سب باتیں محض توہمات ہیں اور خدا کے دین سے دوری کے اسباب ہیں تو حضرتِ عمرؓ نے حکم دیا کہ کسی عورت کا مہر مہرِ فاطمی سے زیادہ نہ ہو۔ ایک بوڑھی عورت مدینہ کی حاضرِ خدمت ہوئی اور کہا "اے عمر! تو نے اسلام کے خلاف فیصلہ دیا، تو نے قرآن کے خلاف فیصلہ دیا" (بچیاں بوڑھیاں بھی قرآن جانتی تھیں) یہ صرف مدینے کی بات نہیں تھی سارے عرب میں یہ بات تھی۔ عبد اللہ ابنِ مسعودؓ نے کوفے کی جامع مسجد میں تقریر فرمائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، قرآن فرماتا ہے کہ جو عورت مصنوعی زیب و زینت کرے گی اس سے اللہ ناراض ہوں گے۔ مصنوعی زیب و زینت۔ مصنوعی بال لگانا (لگاتی ہیں ہماری بچیاں بھی آج کل۔ اللہ تعالیٰ ہم سبکو سمجھ نصیب فرمائے) ہماری حالت بڑی خراب ہو چکی ہے میں کیا عرض کروں۔ دل میں بڑا درد ہوتا ہے جب ہم ان حالتوں کو دیکھتے ہیں۔ نہ کچھ کہہ سکتے ہیں نہ کچھ کر سکتے ہیں ؎

بسے نادیدنی را دیدہ ام من
مرا اے کاشکے مادر نہ زادے

جو نہ دیکھنا تھا وہ بھی آج ہم دیکھ رہے ہیں بلکہ دیکھنا پڑے گا۔ کیا کیا جائے۔ اللہ ہماری اصلاح فرمائے۔ اللہ ہم کو دل سے دین قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم قوّال تو ہیں فعّال نہیں ہیں۔ کہتے سب کچھ ہیں کرتے کچھ نہیں۔ کرتے وہی ہیں جو دل میں آتا ہے خدا ناراض ہوتا رہے۔

عبد اللہ ابنِ مسعودؓ نے منبر پہ بیٹھ کر ایک تقریر فرمائی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس عورت پہ خدا ناراض ہوتا ہے جو مصنوعی زیب و زینت کرے۔ ایک بوڑھی نے آکر سوال کیا "اے ابنِ مسعود! میں نے سارا قرآن پڑھا ہے، کہاں لکھا ہے یہ؟ آپ فرماتے ہیں "اماں! قرآن میں یہ پڑھا ہے آپ نے وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ فَانْتَهُوْا جو اللہ کا رسول حکم دے اُسے قبول کرو اور جس سے روکے اس سے رک جاؤ۔ تو یہ حدیث قرآن ہی تو ہے۔ کہنے لگی "میں سمجھ گئی تو نے ٹھیک کہا" آج کہتے ہیں حدیث کیا بلا ہے؟ (نعوذ باللہ) تو حضرت عمر فاروق نے حکم دیا کہ کوئی نکاح مہر فاطمی سے زیادہ نہ ہو۔ ایک بوڑھی آئی "عمر! تو نے قرآن کے خلاف حکم دیا ہے" اس وقت ہماری بچیاں بھی بوڑھیاں بھی قرآن جانتی تھیں آج تو قرآن سے نفرت ہے۔ مرد نہیں پڑھتے عورتیں کیا کریں بچاری۔ عورتوں کے دِل میں دین کا جذبہ یقیناً زیادہ ہے۔ بہ نسبت مردوں کے، ان میں صلاحیت ہوتی ہے لیکن جب وہ دیکھتی ہیں کہ بابو صاحب بھی ایسے ہی ہیں تو ان کو کیا ضرورت ہے۔

حضرت عمر نے اس بوڑھی عورت سے کہا۔ "کہاں ہے قرآن میں؟" وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۝" اللہ فرماتے ہیں کہ جب تم بیوی کو طلاق دو، جب تم نے نکاح کیا۔ نکاح کے بعد نوبت طلاق کی پہنچ گئی تمہاری شادی ہو چکی تھی اور تم نے اپنی

بیوی کو قِنطَارًا مال کا ڈھیر حق مہر میں دیا تھا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ط اس سے کچھ چیز واپس مت لوٹاؤ۔ تو قرآن تو کہتا ہے کہ مہر میں ڈھیر سونا بھی دینا جائز ہے اور تم کہتے ہو کہ مہر فاطمی سے زیادہ نہ ہو۔ فرمایا "بس میں سمجھ گیا" حکم اپنا واپس لے لیا۔ یہ فرمایا کہ بہتر یہی ہے کہ مہر فاطمی رکھو لیکن اگر زیادہ رکھو تب بھی جائز ہے بشرطیکہ ادا کر سکو۔ ادا نہیں کر سکتے تو پھر دو آنے بھی مہر رکھنا حرام ہے اس لئے میں نے عرض کیا کہ فقہاء حنفیہ کے نزدیک آسانی کے لئے دس درہم کم از کم مہر ہے اور دس درہم شرعی ہمارے ۲½ روپے بنتے ہیں۔ جتنا دے سکتا ہے دے، فریضہ تو ادا کرے۔ رکھ دیئے دس ہزار اور دینا ایک دمڑی بھی نہیں۔ تو قرآن اسی کو فرماتے ہیں فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ اگر تم ڈرو اس بات سے کہ تم عدل نہ کر سکو گے ایک سے زیادہ بیوی میں یا ایک بیوی کو تم نہیں رکھ سکتے، یا حق مہر ادا نہیں کر سکتے فَوَاحِدَةً تعدد ازدواج کی یہ شرطیں ہیں ویسے ہی جائز نہیں کیا اسلام نے لیکن جائز ضرور ہے اور ان شروط کے ساتھ ہو تو پھر حرج بھی کوئی نہیں۔

اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اور اگر تم ایک بیوی کا بھی خرچ ادا نہیں کر سکتے، تم مکان نہیں دے سکتے، تمہارے پاس لباس ایسا نہیں ہے تو پھر کیا کرو؟ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ یا نکاح کر لو ان لونڈیوں کے ساتھ جن کے مالک ہیں تمہارے ہاتھ، کسی مسلمان کی لونڈی کے ساتھ نکاح کر لو۔ لونڈی کے حقوق حرّہ، آزاد عورت کے حقوق سے کم ہیں۔ یہ مسئلہ تفصیلی ہے میں پھر عرض کروں گا۔ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ٥ یہ بات زیادہ قریب ہے اس کے کہ تم ظلم نہ کرو۔ ظلم سے بچو۔ چار بیویاں کر لیں، ظالم بن گئے، دو بیویاں کر لیں، ظالم بن گئے، ایک بیوی کر کے ظالم بن گئے۔ لونڈی کر لو، اگر لونڈی بھی نہیں کر سکتے تو نکاح ہی نہ کرو، روزے رکھو، اپنے نفس پہ قابو پاؤ، خدا سے ڈرو، اللہ کا ذکر کرو، رب العلمین کی اطاعت کرو اور دعائیں کرو۔ جب تمہارے پاس مال ہو جائے حق مہر ادا کرنے کے لئے، بیوی کے نان نفقہ کے لئے تو پھر نکاح بھی کر لو۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ط اور دو تم اپنی بیویوں کو ان کے حق مہر نِحْلَةً ط دل کی خوشی کے ساتھ —— دیکھا —— اٰتُوْا دے ڈالو —— النِّسَآءَ بیویوں کو —— صَدُقٰتِهِنَّ ان کے حق مہر صَدُقَاتٌ جمع ہے صَدُقَةٌ کی —— صَدُقَةٌ کہتے ہیں حق مہر کو۔ یہ تصدیق کرتا ہے نکاح کی کہ نکاح واقعی دل سے کیا ہے۔ بیوی کو مہر دے نِحْلَةً ط دل کی خوشی کے ساتھ —— دے دو حق مہر —— اب اگر تم نے حق مہر دے دیا، بیوی واپس کرتی ہے، پھر؟ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ پس اگر وہ چھوڑ دیں تمہارے لئے کچھ مہر اس مال میں سے دل کی خوشی کے ساتھ فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ٥ پس کھاؤ تم اس مال کو رچتا ہوا اور دل میں بھاتا ہوا کھاؤ۔ پھر جائز ہے تمہارے لئے لیکن شرط یہ ہے کہ دو۔ یہ مِلکِ اضطراری ہے بھائی۔

ہمارے ہاں کیا رواج ہے؟ ہمارے ہاں جب نکاح ہو جاتا ہے تو پھر ہم امام صاحب کو بلاتے ہیں یا پیر صاحب کو۔ اللہ اماموں کو اور پیروں کو بھی ہدایت دے۔ وہ پھر جا کر بیٹھتے ہیں، رات کو شادی ہوئی، صبح پھر ہم مولوی صاحب کی دعوت کرتے ہیں، مولوی صاحب کی جیب میں دو روپے ڈال دیئے۔ مولوی صاحب پھر وعظ کرتے ہیں اور بچی کو سمجھاتے ہیں یعنی دلہن کو "اے بچی! تم اس گھر میں آ گئی ہو، تمہارے شوہر صاحب بڑے نیک آدمی ہیں (ابھی سے بے ایمانی شروع کر رہے ہیں کہ تمہارا خاوند بڑا نیک ہے، بڑا پابند ہے شریعت کے احکام کا)۔ دیکھو تم اس گھر میں تو وارد ہو، تم اپنا حق مہر معاف کر دو۔ تاکہ تمہارا صدقہ خیرات بھی لگ سکے۔ دیکھو میں تمہیں خدا کا حکم سناتا ہوں"۔ ارے مولوی صاحب ملاں صاحب! یہ کہاں لکھا ہوا ہے؟ ظلم نہیں کر رہے ہو تم؟ دھوکہ دے رہے ہو تم ایک بچی کو۔ وہ بچی شرم کے مارے کہہ دیتی ہے اچھا جی میں نے معاف کیا۔ یہ پھر خوش ہوتا ہے۔ مولوی صاحب کو دو روپے ٹکرا دیئے پٹواری کی طرح، مولوی صاحب نے دو روپے لے لئے اور عورت کا حق مہر ضائع کر دیا۔ کبھی نہیں معاف ہو سکتا اس طرح۔ اٰتُوا النِّسَآءَ پہلے حق مہر دے ڈالو، بیوی کی جھولی میں مہر ڈال دو کہ یہ تمہارا مہر ہے۔ اب وہ کہتی ہے کہ میں نے کہاں لے کر جانا ہے، میری زندگی اسی گھر میں کٹے گی، میں سارا تجھے بخشتی ہوں، تب بھی ٹھیک ہے، کچھ دے دے، تب بھی ٹھیک ہے، لیکن تم دو تو سہی۔ دیئے ہی نہیں تو بخشوانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ ہِبَہ حرام ہے۔ یعنی واراثت کا ہِبَہ؟ یہ مِلکِ اضطراری ہے بھائی۔ مِلکِ اضطراری کسے کہتے ہیں؟ وہ لے نہ لے، تم اس کے گھر پہنچا دو۔ بیوی نہ بھی لے، تب بھی اس کو دو اٰتُوْا۔ دے دو۔ وہ قبضہ کر لے۔ اس کے ہاتھ میں چیز پہنچ گئی۔ اب وہ کہتی ہے میں نے تجھے مہر بخش دیا۔ یہ بالکل حلال ہے۔ دیا ہی نہیں، کہتا ہے "جیب میں رکھا ہے، لوگی، اگر لیتی ہو تو پھر برقع لو اور چلو نکلو"۔ وہ کہتی ہے "نہیں میں کہاں لیتی ہوں۔ میں توبہ کرتی ہوں میں نے تو اسی گھر میں رہنا ہے"۔ بتاؤ یہ ہم نے دیا؟ ظلم نہیں کیا ہم نے؟ بہنوں کو ہم کہتے ہیں کہ "باپ کی جائداد سے حصّہ لیتی ہو؟ اگر لیتی ہو تو میں دیتا ہوں لیکن اس کے بعد پھر منہ نہ دیکھنا اس گھر میں آ کر، میں تیرا بھائی نہ ہوں گا"۔ ارے حرام خور! بہن کا مال کھانے والے! دوسروں کی بہن کا مال کھانا حرام ہے اور اپنی کا حلال ہے؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقوق صحیح طرح ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دُعا

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ یا اللہ تو اس درس کو قبول فرما اور ہمیں وارثوں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ اپنی بیویوں کے مہر ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ یا اللہ بیگانے مال سے ہم سب کو محفوظ رکھ۔ بھائی ہمارے ایک بڑے نیک دوست ایبٹ آباد میں تھے عبدالرحمٰن نام تھا حضرت لاہوری کے معتقد تھے۔ گھڑی ساز تھے وہ بچارے گذشتہ جمعہ مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۶۶ء کو فوت ہو گئے ہیں ان کی بخشش کے لئے دعا فرمایئے خدا ان کے گناہوں کو معاف فرما دے اللہ ان کو جنت الفردوس عطا فرمائے بچارے کے ۹ بچے رہ گئے ہیں چھوٹے چھوٹے کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔ دعا فرمائیں اللہ ان کے لئے کوئی غیب سے سامان فرما دے۔ اللہ ان پہ اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ اللہ اس درس کو استقلال اور دوام نصیب فرمائے۔ آمین

قاضی محمد زاہد الحسینی (کیمبل پور)

زکوٰۃ ٹیکس نہیں عبادت ہے

اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور ساری اشیاء کو پیدا فرما کر ان کے لئے راہِ عمل بھی مقرر فرما دی جس پر وہ اپنی حیثیت کے مطابق گامزن ہیں۔ کائنات کا کوئی حصہ بھی اپنے مقررکردہ نظام سے متجاوز نہیں ہوتا اگر وہ تجاوز کی جرأت کرتا ہے۔ تو نظام کا اعتدال اور توازن باقی نہیں رہتا جس کا نتیجہ بجائے تعمیر کے تخریب کی شکل میں نمودار ہو جاتا ہے۔ یہی حال نظامِ عبودیت کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دین کامل دے کر بھیجا جس کو شریعت کا نام بھی دیا۔ فرمایا:

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ۔ (الجاثیہ ۱۸)

ترجمہ: پھر ہم نے آپ کو باختیار شریعت پر مقرر کیا۔

یہ شریعتِ اسلام قرآن مجید کے اصول اور ان کی تشریح سنت و حکمت کے ساتھ ان ائمہ مجتہدین کی محنت سے دین مکمل کی شکل میں آج تک موجود ہے اب امت کے لئے راہِ عمل وہی ہے جو متواتر اور متوارث شکل میں امت کے سامنے موجود ہے۔ امت عمل کی مکلف ہے۔ دین میں تنقید اور تنقیح کا حق اب کسی کو حاصل نہیں ورنہ اس سے فتنے پیدا ہو جانے کا قوی امکان ہے۔ مشہور اسلامی فلسفی علامہ ابن خلدون کے الفاظ ہیں:۔

"اب حاصل فقہ یہ ہے کہ لوگ یہ دیکھ لیں کہ یہ اصول جن کو ہم نقل کر رہے ہیں آیا یہ ان آئمہ تک بہ سند پہنچتے ہیں یا نہیں اس سے زیادہ نہیں اور کسی مدعی اجتہاد کی بات اس ضمن میں منی نہیں جائے گی کیونکہ اس سے خطرہ ہے کہ دین بازیچۂ اطفال نہ بن جائے۔" (افکار ص ۲۰۹)

خصوصاً ایسے زمانے میں جبکہ لوگ دین سے گلو خلاصی کرنے کے منتظر ہوں اور اکثریت صرف رسمی اسلام کو کافی سمجھتی ہو، حقیقی اسلام کو ناقابل عمل سمجھتی ہو اس وقت تو حکیم الامتہ علامہ اقبالؒ کا مشورہ بھی امت کے لئے یہی ہے ؎

مضمحل گردد چو تقویم حیات
ملت از تقلید مے گیرد ثبات
راہ آبا رو کہ ایں جمعیت است
معنئ تقلید ضبط ملت است
اجتہاد اندر زمانِ انحطاط
قوم را برہم ہمی پیچد بساط
ز اجتہادِ عالمانِ کم نظر
اقتداء بر رفتگاں محفوظ تر

ان میں کم نظر مجتہد بننے والوں میں سے امت کی بدقسمتی سے کچھ لوگ ایسے پیدا ہوتے رہتے ہیں جو اپنے گمان میں امت کے مصلح اور دردمند ہوتے ہیں۔ وہ قرآن مجید کی تعلیمات کی تعبیر اپنے جذبے کے مطابق کرنے کی جرأت تک کر بیٹھتے ہیں۔ نماز کو پریڈ، حج کو آل ورلڈ مسلم کانفرنس اور زکوٰۃ کو ٹیکس تک کہہ دینے میں باک نہیں رکھتے حالانکہ زکوٰۃ اور ٹیکس میں اس قدر عظیم فرق ہے کہ کہ معمولی ذہن و فراست والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے جیسا کہ ٹیکس کی تعریف بالفاظ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا یہ ہے۔

"حکومت کی وہ آمدنی جو کہ عوام کی عام بھلائی کے لئے ان سے لازمی طور پر وصول کی جائے"۔

اس لئے کسی حکومت کے ٹیکس لگانے میں:۔

۱۔ مذہب اور دین کا دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ اس مملکت کا جو شہری ان شروط کے مطابق جو ٹیکس لگانے والی کمیٹی نے مقرر کی ہیں تو اس سے ٹیکس لیا جاتا ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر زکوٰۃ ٹیکس ہے تو کیا:۔

پاکستان کے غیر مسلموں سے جو ٹیکس لیا جاتا ہے اس کو ڈاکٹر فضل الرحمٰن زکوٰۃ کا نام دیں گے۔ حالانکہ قرآنی الفاظ ہیں زکوٰۃ کے مکلف صرف مسلمان ہی ہیں۔

ارشاد قرآنی ہے:۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (نور ۵۶)

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور رسولؐ کی فرمانبرداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

ان ہی آیات کی تفسیر میں صاحبِ وحی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز اور روزہ کی طرح زکوٰۃ کو اسلام کی بنیاد قرار دیا اور اس کو بھی عبادت کا وہی مقام دیا جو دوسرے ارکانِ اسلام کو دیا ہے۔

۲۔ رعایا کے نزدیک ٹیکس اور دوسرے واجبات ایک قسم کا بوجھ ہے مگر زکوٰۃ تو قربِ خداوندی کا ایک ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں مخلص مسلمانوں کی یہ نشانی بتائی گئی ہے کہ وہ زکوٰۃ اور صدقات کی ادائیگی کی رضامندی خداوند قدوس کا ایک سبب یقین کرتے ہیں۔ فرمایا:۔

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ۭ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۭ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (توبہ ۹۹)

ترجمہ: سادہ لوح مسلمانوں سے بھی بعض ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور قیامت کی بہتری کے لئے جو خرچ کرتے ہیں اس کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا اور رسول اللہؐ کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ بے شک یہ ان کے لئے عبادت اور قرب کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت میں داخل کر دے گا وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

یعنی جس طرح مخلص مسلمان نماز، روزہ اور حج میں سکونِ قلب اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کا طلبگار ہوتا ہے۔ اس کی یہ نیت نہیں ہوتی اور نہ خواہش و امید ہوتی ہے کہ چونکہ میں نے نماز پڑھی ہے، حج کیا ہے، روزہ رکھا ہے اس لئے میں حکومت کی فلاں فلاں مراعات کا مستحق ہوں۔ اور حقدار ہوں۔ اسی طرح زکوٰۃ دینے والا اس لئے زکوٰۃ نہیں دیتا کہ اس کے بدلے میں حکومت سے فلاں فلاں حقوق کا مطالبہ کروں گا۔ اگر ایک

آدمی گورنمنٹ کو ہاؤس ٹیکس دیتا ہے۔ تو وہ۔ اس بات کا مطالبہ کر سکتا ہے کہ اس کے گھر تک آنے والی سڑک پختہ کی جائے، پانی کا نل لگایا جائے۔ روشنی کا انتظام کیا جائے تو کیا نماز پڑھنے والا، حج کرنے والا، روزہ رکھنے والا بھی اس کا مطالبہ کر سکتا ہے؟

۳۔ اگر زکوٰۃ کو ٹیکس کا درجہ دیا جائے تو اب جن غیر اسلامی حکومتوں میں مسلمان شہری آباد ہیں ان کے لئے دو رائے ہو سکتی ہیں:۔

الف: یا تو ان سے زکوٰۃ نہ لی جائے۔ کیونکہ جس حکومت میں وہ آباد ہیں وہ مسلمان نہیں اور مسلمان پر ٹیکس لگانا (زکوٰۃ لینا) یہ اسلامی حکومت کا حق ہے۔ اس لئے آج روئے زمین پر جہاں جہاں غیر اسلامی حکومتوں میں مسلمان آباد ہیں ان پر زکوٰۃ فرض نہ ہو گی۔ تو اس طرح قرآن مجید کے وہ تمام ارشادات (جن میں مسلمانوں کو یوں خطاب فرمایا۔ اقیموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ) بے معنیٰ ہو کر رہ جائیں گے (نعوذ باللہ) وہ مالدار صاحبِ نصاب ہو کر بھی زکوٰۃ نہ دینے کے مکلّف بن جائیں گے حالانکہ سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادائیگی زکوٰۃ کو کمالِ اسلام کی نشانی قرار دیا۔ فرمایا:۔

"ان من تمام اسلامکم ان تودوا زکوٰۃ اموالکم"

کنز العمال ج ۳۔ ص ۲۴۹

غیر مسلم حکومت تو بجائے خود رہی اگر ایک مسلمان دار الحرب میں آباد ہے یعنی جہاں کی کافر حکومت اسلامی حکومت سے بر سر پیکار ہے تو اس صورت میں اس مسلمان پر جو کہ دار الحرب میں آباد ہے جس طرح نماز کا پڑھنا، روزہ کا رکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ کا ادا کرنا بھی ضروری ہے۔

قانونِ اسلامی کی مستند اور مشہور کتاب شرح السیر الکبیر میں ہے کہ:۔

فان الزکوٰۃ تجب علیہ فی مالہ فی دار الحرب

(کنز العمال۔ ج ۴۔ ص ۲۹۱)

تاریخ تشریع اسلامی جاننے والے اہل علم باخبر ہیں کہ زکوٰۃ ہجرت سے پہلے ہی فرض ہو چکی تھی۔ جیسا کہ ابو سفیان نے مکی تاجر ہونے کی حیثیت سے ہرقل شاہ روم کے سامنے سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ کہا تھا:۔

"کہ یہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا ہے۔ (بخاری)

البتہ زکوٰۃ کا نصاب اور دوسری تفصیلات ہجرت کے دوسرے سال سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائیں۔ ظاہر ہے کہ مکی زندگی میں تو مسلمان مظلوم تھے۔ حکومت ان کی کہاں تھی؟ علیٰ ہذا القیاس مدینہ منورہ کے ابتدائی دور میں مسلمانوں کو غلبہ اور اقتدار حاصل نہ تھا۔ خلاصہ یہ کہ زکوٰۃ اللہ تعالٰے کا حق ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ فریضۃ من اللہ۔ (توبہ ۶۰)

یہ اللہ کی طرف سے فرض شدہ ہے۔

ب: دوسری رائے یہ ہو سکتی ہے۔ کہ غیر مسلم حکومتوں کو یہ حق دیا جائے کہ وہ مسلمان شہریوں سے زکوٰۃ وصول کریں۔ کیا ڈاکٹر فضل الرحمٰن یہ رائے دینے کو تیار ہیں کہ دنیا بھر میں جہاں کہیں مسلمان آباد ہیں ان سے وہاں کی حکومتیں زکوٰۃ وصول کر لیا کریں اور دوسرے ٹیکسوں کی طرح اس زکوٰۃ میں بھی وہاں کی حکومتیں کمی بیشی کر لیا کریں۔

یاد رہے زکوٰۃ اسی طرح کی عبادت ہے جس طرح نماز عبادت ہے — قرآن مجید میں اکثر مقامات پر جہاں نماز کا حکم آیا ہے وہاں زکوٰۃ کا حکم بھی ساتھ ہی موجود ہے۔ اقیموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ تو آپس میں لازم ملزوم ہیں۔ پھر زکوٰۃ کا نصاب اور اس کا مصرف بھی صدرِ اسلام سے لے کر آج تک متعین اور مقرر ہے۔

اسلامی اقتصادیات کے ماہر علامہ ابو عبید ثقفی م ۲۲۴ھ نے فرمایا:۔

فالناس بحمد اللہ و نعمتہ فی زکوٰتہم علی الاصل الذی ھو السنۃ والھدٰی (کتاب الاموال ص ۵۲۴)

ڈاکٹر صاحب کو مغالطہ یہیں سے لگ گیا کہ وہ زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھنے لگے۔ ورنہ اگر وہ زکوٰۃ کو قرآن و سنت کی روشنی میں دیکھتے تو ہرگز اس راہ کے خلاف دوسرا راستہ تلاش کرنے کی سعی مذموم نہ کرتے۔ یاد رہے اسلام کے چودہ سو سالہ دور کے بعد بنیادی عقائد اور احکام میں تنقید اور تنقیح کرنا ساری دینی تعلیمات کو متزلزل کرنے کی کوشش سمجھی جائے گی۔ اب سب مسلمان متبع ہیں نہ کہ مبتدع، ایسی کوششیں کبھی بار ور نہیں ہو سکتیں۔ صرف وقتی طور پر مسلمانوں کو ذہنی خلجان اور فتنہ میں ڈال دینے کی ایک کوشش ہوتی ہے۔ جس کا مرتکب بالفاظ قرآنی:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ

(البروج ۱۰)

ترجمہ: یہ بات یقینی سمجھو کہ جو لوگ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو فتنے میں پھنساتے ہیں اور پھر اس گناہ سے توبہ نہیں کرتے (اپنی غلطی کا اعلان نہیں کرتے) ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔ اور وہ جلنے کی سزا ہے۔

ایسے فتنہ انگیزوں کو چاہیے کہ متوارث اور متواتر اسلام کو چھوڑ کر دوسرا اسلام تلاش نہ کریں — اور خداوند قدوس کی اس وعید سے بچیں۔

فرمایا:۔ وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۠ (النساء۔ ۱۱۵)

ترجمہ: اور جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے دوری اختیار کر لی اور وہ یوں کہ تمام مسلمانوں کے راہِ عمل سے کٹ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیا تو ہمیں اس کو راہ راست پر لانے کی کوئی مجبوری نہیں۔ اس لئے اس کو ادھر ہی موڑ دیں گے جدھر وہ خود مڑ گیا اور اس کا انجام جہنم ہے جو بہت برا ٹھکانا ہے۔

اللہ تعالٰے ہم سب کو عمل کی توفیق سے نوازے۔

نورانی مجلسیں

مرتبہ: محمد عثمان غنی، واہ کینٹ

قسط ۲

اکوڑہ خٹک میں تشریف آوری

چار گھنٹے کے مختصر قیام میں حضرت قبلہ نے متوسلین حضرت کو روحانی اسباق دیئے اور نئے بیعت ہونے والے حضرات کو حلقہ ارادت میں شامل فرمایا۔ حضرت قاضی صاحب سٹیشن تک تشریف لائے اور ریل کار پہ سوار کیا۔ ایک گھنٹے کے بعد گاڑی اکوڑہ خٹک پہنچی تو اسٹیشن پر علماء کرام حضرت مولانا عبدالحق صاحب شیخ الحدیث جامعہ حقانیہ و سرپرست دارالعلوم کی قیادت میں حضرت کو خوش آمدید کہنے کیلئے تشریف لائے ہوئے تھے جب حضرت مدظلہ دارالعلوم کے قریب پہنچے تو تلامذہ اور علماء قطاریں باندھے کھڑے تھے "جانشینِ شیخ التفسیر زندہ باد" "مولانا عبیداللہ صاحب انور لاہوری زندہ باد" اور انجمن خدام الدین زندہ باد" کے بلند نعرے گونجنے لگے۔

ایک عجیب دلربا سماں تھا۔ حضرت تمام علماء سے مصافحہ و معانقہ کرتے کرتے جامعہ حقانیہ کے نئے پرائمری سکول کی طرف حاجی محمد یوسف صاحب کی معیت میں پہنچے۔ وہاں پہ ۵۰۰ زیر تعلیم ننھے ننھے بچوں نے کھڑے ہوکر حضرت کا استقبال کیا طلباء کو مدرسے کے باہر احاطہ میں قطاریں بنا کر کھڑا کر دیا گیا اور چار چھوٹے چھوٹے بچے سامنے کھڑے ہو گئے مہمانوں کو الگ بٹھا دیا گیا۔ اور حضرت کو نمایاں جگہ پر کرسی پہ بٹھا دیا گیا اور حضرت کو نمایاں جگہ پہ کرسی پہ بٹھا دیا گیا۔ ایک۔ ایک بچے نے تلاوت قرآن سے حاضرین کو مسحور کیا پھر چار بچوں نے پشتو زبان میں ایک شاندار مناجات پیش کی۔ وہ نظم کے اشعار پڑھتے اور دوسرے تمام طلباء ان کے پیچھے پیچھے اشعار دہراتے۔ اگرچہ پشتون زبان ہماری سمجھ میں نہ آتی تھی لیکن ان اشعار اور بچوں کے طرز ادائیگی میں ایسا رنگ تھا کہ بے اختیار آنسو نکل آئے۔

یہاں سے فارغ ہو کر حضرت نے جامعہ حقانیہ کی شاندار جامع مسجد کا معائنہ فرمایا پھر طلبہ کے کمرے دیکھے اور مطبخ کے میں تشریف لے گئے۔ طلبہ کے لیے روٹیاں تیار ہو رہی تھیں حضرت نے ہاتھ میں روٹیاں پکڑ کر ملاحظہ فرمائیں۔ اس کے بعد حضرت دارالحدیث کے وسیع حال میں تشریف لے گئے۔ جہاں حضرت مولانا عبداللہ درخواستی صاحب درس قرآن دے رہے تھے۔

ذیل میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے چند مختصر کوائف درج کئے جاتے ہیں۔ یہ ادارہ پاکستان کا دیوبند ہے۔ اس کی امداد ہر مومن مسلمان کا فریضہ ہے۔ یہاں قال اللہ و قال الرسول کے نغمے گونجتے ہیں۔ اگر ہمارے گھروں میں دو چار مہمان آجائیں تو ہمارے لیے چند روز ان کی خاطر و مدارت کرنا محال ہو جاتا ہے۔ لیکن حضرت مولانا عبدالحق صاحب اور ان کے صاحبزادہ مولانا سمیع الحق صاحب کا کمال حوصلہ ہے کہ وہ اللہ اور رسول ؐ کے مہمانوں کا نہ صرف طعام و قیام کا بندوبست کرتے ہیں بلکہ ان کے تمام اخراجات مثلاً ادویہ، صابن، تیل کتابوں وغیرہ کے تمام مصارف کا بھی بوجھ اٹھاتے ہیں۔ اگر قوم تعاون نہ کرے گی تو یہ حضرات کہاں سے ضروریات مہیا کریں گے۔ صرف مسجد اور طلباء کے لیے دارالاقامہ کی تعمیر کا ہی تخمینہ چار پانچ لاکھ ہے اس کے علاوہ کئی اور اہم منصوبے زیر غور ہیں جن کے لیے سرمایہ درکار ہے۔

دارالعلوم کے مختصر کوائف

دارالعلوم حقانیہ کے شعبۂ تعلیم القرآن کی بنیاد یکم مئی ۱۹۳۷ء کو رکھی گئی۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ عرصہ بعد تشریف لا کر اس کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔ موجودہ وقت میں شعبہ تعلیم القرآن چھٹی جماعت تک ہے جس میں عصری تعلیم کے علاوہ دینیات کی تعلیم لازمی ہے ہر سال ایک ایک کلاس پڑھانے کا پروگرام ہے جدید عمارت حال ہی میں مکمل ہوئی ہے جس پہ تقریباً تیس ہزار روپیہ لاگت آئی ہے۔ طلباء کی موجود تعداد ۵۰۰ سو ہے دارالعلوم حقانیہ کا قیام ۲۳ ستمبر ۱۹۴۷ء کو عمل میں آیا۔ اس وقت تک دارالعلوم سے ۱۵۷ فضلاء سندِ فراغت حاصل کر چکے ہیں اور ملک کے کونے کونے میں دینِ احمد کے نغمے بکھیر رہے ہیں۔ موجودہ تعداد شعبۂ تعلیم القرآن میں ۵۰۰ بچے ہیں اور دارالعلوم حقانیہ میں ۲۵۵ علماء کرام زیرِ تدریس ہیں۔ سالانہ بجٹ برائے ۱۹۶۵ء و ۱۹۶۶ء ایک لاکھ اٹھارہ ہزار دو سو پچاسی روپے تھے اور سالانہ اخراجات کی رقم اس سے تجاوز کر جاتی ہے جس کی وجہ سے مدرسہ خسارے میں ہے۔ اخراجات کی رقم ایک لاکھ چوبیس ہزار ایک سو تینتیس روپے بانوے پیسے ہے۔ آج تک تعمیراتی اخراجات تین لاکھ روپے تک پہنچ چکے ہیں۔ صرف جامع مسجد پر ڈیڑھ لاکھ روپے آج تک صرف ہو چکے ہیں۔

دارالعلوم حقانیہ کے بانی اور شیخ الحدیث

حضرت مولانا عبدالحق ایک درویش صفت انسان ہیں۔ عجز و انکسار کی مجسم تصویر۔ چہرے پہ ہروقت رقت طاری رہتی ہے اور دعا کرتے وقت بہت آنسو بہاتے ہیں۔ چھوٹے سے چھوٹے آدمی کے سامنے بھی اپنے آپ کو بہت ادنیٰ آدمی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ آپ ہمارے حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور مدظلہ کے استاد ہیں اور بڑے اونچے بزرگ ہیں۔ آپ کی عمر ۵۶ سال کے لگ بھگ ہے۔ آپ اکوڑہ خٹک ہی کے مستقل باشندے ہیں آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی الحاج مولانا معروف گل رح تھا اور جناب کے جدِ امجد کا نام نامی الحاج میر آفتاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب نے ابتدائی تعلیم پاک و ہند کے مختلف مقامات پہ حاصل کی لیکن اکثر کتابیں دارالعلوم دیوبند میں پڑھیں جہاں آپ چھ سات سال تک مقیم رہے آپ نے آج سے ۳۵ سال قبل ۱۹۳۱ء میں حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے سندِ فراغت حاصل کی۔ آپ فارغ التحصیل ہونے کے بعد گھر تشریف لے آئے اور دو ایک سال کے بعد دارالعلوم کے اکابر کے اصرار کی

وجہ سے دیوبند تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب، حضرت مولانا محمد اسعد مدنی حضرت مولانا حامد میاں، حضرت مولانا محمد سالم قاسمی اور حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین کندیاں شریف کے اسمائے گرامی سرفہرست ہیں۔ اللہ تعالےٰ اس پاک باز ہستی کی عمر دراز کرے اور ان کے فیوض و برکات ساری دنیا میں پھیل جائیں۔ آمین۔

حضرت مولانا عبدالحق صاحب کے دورۂ حدیث میں اس وقت ستّر طلباء ہیں جو پورے ملک کے وفاقی مدارس کے طلباء سے ضعف ہیں۔ جس طرح حضرت مولانا اخلاص اور استقامت کے مجسم نمونہ ہیں اسی طرح ان کو اللہ تعالیٰ نے معاونین بھی بڑے اچھے عطا فرمائے ہیں۔ حضرت مولانا کے صاحبزادے مولانا سمیع الحق صاحب اپنے قابلِ قدر باپ کے قابلِ فخر فرزند ہیں اور بڑھ چڑھ کر خدمت دین میں حصہ لے رہے ہیں۔ وہ مدرسہ میں پڑھاتے بھی ہیں اور حال ہی میں اکتوبر ۱۹۶۵ء سے اکوڑہ خٹک سے ایک شاندار ماہنامہ "الحق" جاری کیا ہے جس کی ادارت اور ترتیب و تدوین مولانا سمیع الحق صاحب کرتے ہیں۔ یہ پرچہ تھوڑے ہی عرصے میں اعلےٰ مقام حاصل کر گیا۔ حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور مدظلہٗ نے اپنی تقریر کے دوران دو بڑے عمدہ خطبے فرمائے کہ دارالعلوم دیوبند کا پاکستان میں دارالعلوم حقانیہ صحیح نمونہ ہے اور رسالہ "الحق" کے بارے میں فرمایا کہ اس پرچے میں "برہان" اور معارف کی جھلک ہے۔

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مقتدر اساتذہ کے چند اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب فاضل دیوبند، حضرت مولانا عبدالغنی صاحب فاضل دیوبند، حضرت مولانا محمد شفیع اللہ صاحب فاضل دیوبند، حضرت مولانا محمد علی صاحب فاضل سہارنپور، حضرت مولانا محمد ہاروت صاحب فاضل دارالعلوم حقانیہ، حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب فاضل حقانیہ، حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب فاضل حقانیہ اور حضرت مولانا فضل مولیٰ صاحب فاضل دارالعلوم سیدو شریف (سوات) یہاں کے دارالافتاء سے اب تک تقریباً پانچ ہزار فتوےٰ بھیجے جا چکے ہیں۔

دارالعلوم حقانیہ کو حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور نے اپنی جیب خاص سے چندہ عطا فرمانے کے لیے بٹوہ کھولا اور ہر قسم کا ایک ایک نوٹ نکال کر پیش فرمایا۔ ایک نوٹ سو روپے کا ایک نوٹ پچاس روپے کا، ایک نوٹ پانچ روپے کا ایک نوٹ دس روپے کا ایک نوٹ ایک روپے کا۔ کل رقم ۱۰۰+۵۰+۱۰+۵+۱=۱۶۶ روپے

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں چند گھنٹوں کا قیام تھا۔ اتنے تھوڑے سے وقت میں حضرت مولانا عبداللہ درخواستی صاحب دامت برکاتہم، حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی اور حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب جہلم نے حاضرین سے مختصراً خطابات فرمائے اور پھر حضرت قبلہ عازمِ نوشہرہ ہو گئے جہاں انجمن خدام الدین کی شاخ کی سہ روزہ پہلی تبلیغی کانفرنس میں آپ نے شرکت فرمائی۔ بزرگوں کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

حضرت مولانا عبداللہ درخواستی صاحب کے ارشادات

ابوبکرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا "حضرتؐ! میں نے سفر کے لیے دو سواریاں تیار کر رکھی ہیں، ایک میرے لیے ایک آپؐ کے لیے؟" آپ نے امتحاناً فرمایا "بِثَمَنٍ یا اَبَابَکْرؓ" "قیمت کے ساتھ دینا چاہو تو میں لے لوں گا، بغیر قیمت کے نہیں لوں گا"۔ یہ امتحان ہو رہا تھا مگر وہ بھی تو ابوبکر صدیق تھے، کہنے لگے "حضرتؐ! قیمت کس سے لوں؟ اَنَا وَ مَالِی لَکَ یَا رَسُوْلَ اللہ" میری تو کوئی چیز اپنی نہیں، میں بھی آپ کا میرا مال بھی آپ کا" (سب کہو سبحان اللہ) ایک کو بستر پہ سلا دیا دوسرے کو اپنی چادر میں ملا کے ساتھ لے لیا۔ جو بستر پہ سویا وہ بھی امتحان میں آیا۔ بستر پہ سونے والا بھی شان والا، چادر میں جن کو چھپا کے لے گئے وہ جانے والا بھی شان والا بستر پہ سونے والا بھی شان والا، جس کی گود میں حضورؐ سوئے وہ بھی شان والا۔ غار میں جب پہنچے، ابوبکر صدیقؓ کی گود میں حضور کا سر مبارک ہے، ابوبکرؓ ہنس رہے ہیں۔ فرمانے لگے "ابوبکرؓ! کیوں ہنستے ہو؟" کہنے لگے "حضرتؐ! میری وفا دیکھیے آج غار میں گود میری ہے، سر مبارک آپؐ کا ہے"۔ فرمانے لگے "ابوبکرؓ اگر تو وفادار ہے تو میں بھی وفادار ہوں۔ آج غار میں گود تیری ہے، سر میرا ہے مزار میں گود میری ہو گی، سر تیرا ہو گا۔ پھر قیامت تک جُدا نہیں ہوں گے"۔ یہ فدائیوں کی بات تبلا رہا ہوں۔ کئی فدائی ہوتے ہیں کئی علوائی ہوتے ہیں"۔

...... میں نے سند کہیں سے نہیں لی اور نہ میرے اندر علمی کمال ہے۔ میں تو یوں ہی سمجھتا ہوں کہ شیخ کی دعا ہے جہاں جاتا ہوں اس کی دعا سے کام ہو جاتا ہے۔ ہمیں کہا جاتا ہے کہ ولایت کو نہیں مانتے۔ میں نے رات بھی کہا تھا ہم تو بچوں ولایت کو بھی مانتے ہیں اور تم کو بھی ولی اللہ مانتے ہیں مگر سب ولی برابر نہیں کوئی نام کے ولی ہوتے ہیں کوئی کام کے ولی ہوتے ہیں۔ اللہ تم کو دیکھنے والی آنکھ نصیب کرے۔ نام کے ولی بہت ملیں گے، کام کے ولی جو ہوتے ہیں وہ نام نہیں لیتے۔ خدا ان کا نام بھی بلند کرتا ہے ان کا کام بھی پھیلتا ہے۔ (سب کہو سبحان اللہ) حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ جنگل میں آکے بیٹھ گئے جہاں دن میں بھی کوئی آدمی جا نہیں سکتا تھا۔ جب ہم پڑھتے تھے (خدا کی شان ہے) روٹی بھی بمشکل ملتی تھی۔ رات کو بہت ایسا ہوتا تھا کہ ستارے بھی نظر آتے تھے مگر خدا کی شان ہے جو اس وقت پڑھتے تھے اب کسی پہ نظر نہیں پڑتی۔ جب شیخ کا چہرہ انور یاد آتا ہے تو کہیں نگاہ پڑتی ہی نہیں بہرحال بات سمجھا رہا ہوں۔ اب بھی خدا کا ملک خالی نہیں۔ میں نے کہا نہ میرے اندر ولایت ہے، لوگوں کو غلط فہمی ہے نہ مجھے کہیں سے خلافت ملی ہے، نہ میں ولی ہوں نہ میرے اندر علمی کمال ہے۔ شیخ حدیثؒ بار سنتے تھے، ان کی دعا ہے لکڑی سے بھی کام لینا چاہیے تو لے سکتا ہے۔ (سب کہو سبحان اللہ)

"یہ مولوی عبدالحق (اللہ تعالیٰ ان کو اور بھی ہمت عطا فرمائے) یہ بڑھاپا کچھ نہیں ہے، دل کمزور نہ ہو، دل بوڑھا نہ ہو (آمین کہو) دل بوڑھا نہ ہو تو ظاہری بڑھاپا کوئی نقصان دہ نہیں ہے بلکہ مزا ہے بڑھاپے میں اللہ کا نام لینے کا مزا آتا ہے بڑھاپے میں خدا کی کلام پڑھنے کا مزا آتا ہے۔ بڑھاپے میں حدیث مصطفےٰؐ کو پڑھنے پڑھانے کا — حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ۔ نصیبہ تھا پھر پھر کے شیخ کے قدموں میں آکے مدفون ہوئے۔ (سب کہو سبحان اللہ) اخیر میں بیمار تھے۔ وہ تشریف لے آئے دین پور شریف میں

ارشاداتِ مجالسِ ذکر

از حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ —— مرتبہ: محمد مقبول عالم بی، اے۔ لاہور

”نہیں ملتے یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں“

۱۶ر دسمبر ۱۹۴۸ء : جمعرات

دنیا کی زندگی

ہم چوروں اور ڈاکوؤں کے جہان میں آگئے ہیں۔ ایمان کے موتی کو ان سے بچا کر لے جانا کمال ہے۔ ایمان کا موتی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے — سب اس کے دشمن ہیں۔ بیوی، بچے، برادری، بہن بھائی، کاروبار۔ سب اللہ کی یاد سے ہٹاتے ہیں۔ اگر بیوی اللہ کی ہٹاتی ہے تو وہ ڈاکو ہے۔ ورنہ نہیں۔ لیکن عام طور پر انسانوں کی حالت یہ ہے کہ بیوی، بچوں اور برادری کی فرمائشیں سب کی سب پوری کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے بڑی جد و جہد کرتے ہیں لیکن اللہ کی فرمائشوں میں صفر۔ کاروبار مقدم ہے۔ اللہ کی یاد سے لاپروائی ہے۔ اگر ذرا طبیعت حسّاس ہو جائے تو پھر غافلوں کی دید ہی کا اثر پڑے گا اور ان سے ملنے سے نفرت پیدا ہوگی لیکن عام حالت یہ ہے کہ اکیلے نہیں بیٹھ سکتے۔ مجلس کے بڑے شائق ہیں۔ عورتیں کہا کرتی ہیں کہ بندہ بندے کا کھاج ہے۔ جب تک کسی عورت کے پاس جا کر باتیں نہ کر لیں، انہیں چین نہیں آتا —— اس لئے کھانے پینے سے فارغ ہو کر پھرنا شروع کر دیتی ہیں۔ مرد بھی اکیلے نہیں بیٹھ سکتے —— اللہ تعالےٰ یہ چاہتے ہیں کہ انسان کثرت سے وحدت کی طرف آئے۔ اور انسان وحدت سے کثرت کی طرف جاتا ہے اللہ والوں کو لوگوں کے ملنے سے تکلیف ہوتی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ خدا کرے ہمارے پاس کوئی نہ آئے، ہمیں کوئی نہ بلائے۔ اس لئے اللہ والوں کا دستور تھا کہ فرش زمین پر ڈیرا اور آسمان تلے بسیرا ہوتا تھا انہیں آبادیوں سے نفرت تھی۔ غافلوں، گناہگاروں پر نظر پڑنے ہی سے طبیعت مکدر ہو جاتی ہے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے تیز آندھی چل رہی ہو۔ آنکھوں میں گرد پڑتا ہے۔ بند کرتے ہیں، صاف کرتے ہیں، پھر پڑ جاتا ہے۔ بس ایسے ہی دنیا میں ہوتا رہتا ہے۔

۲۳ر دسمبر ۱۹۴۸ء : جمعرات

دنیا کی مشکلات سے نجات کی تدبیر

دنیا کی مشکلات سے نجات پانے کی دو تدبیریں احادیث سے عرض کرتا ہوں۔ ویسے تو بہت سی تدبیریں معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن اس وقت دو بیان کی جاتی ہیں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو تمام غموں کو سمیٹ کر ایک غم بنا لے یعنی آخرت کا غم، اللہ تعالےٰ اس کی دنیا کے غموں کو اپنے ذمہ لے لیتے ہیں یعنی جو آخرت کا غم لگا لے اِسی کی اُسے ہر وقت فکر رہے، اِسی کا خیال رہے اِسی کے لئے اضطراب ہو اور اسی کے لئے تڑپ، تو اللہ تعالیٰ اُس کے سب کام ایسے طریقے سے پورے کرا دیتے ہیں کہ اُسے پتہ بھی نہیں لگتا۔ ہم نے اللہ والوں کو دیکھا ہے کہ وہ اللہ کی یاد میں شاغل رہتے تھے اور ان کے ہاں سب کچھ آتا تھا — دیگیں پکتی تھیں۔ دنیا داروں کو بڑا فکر ہوتا ہے۔ دن رات کمانے میں لگے رہتے ہیں لیکن اللہ والوں کو دنیا کا غم ہی نہیں ہوتا۔ اوّل تو خواہشات کم ہو جاتی ہیں۔ اور جو ہوتی ہیں انہیں اللہ تعالےٰ پورا کر دیتا ہے۔ لوگوں کو روٹی کپڑے کا بڑا فکر ہوتا ہے۔ لیکن انہیں کوئی فکر نہیں۔ خود بخود سب کچھ آتا ہے، نہ کسی سے مانگتے ہیں نہ سوال کرتے ہیں۔

دوسری تدبیر یہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے اللہ تعالےٰ اس کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ بس جو اپنے بھائیوں کے کام سنوارتا رہتا ہے اور ان کے کام کرتا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے کام کرتے رہتے ہیں اور اُسے بافراط رزق دیتے ہیں۔ بہت برکت ملتی ہے۔ دو آدمی دیکھے ہیں۔ ایک لاہور میں مالک رفاہ عام پریس (مولوی عبدالحق مرحوم) فوت ہو چکے ہیں۔ اور دوسرے کراچی میں ہیں — شیخ عبداللہ نو مسلم — بہت بڑے تاجر ہیں — لوگوں کے بہت کام آتے ہیں۔ جو کام بھی کہا جائے۔ کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ مولوی عبدالحق بھی ایسے ہی تھے۔ جہاں کوئی لے جانا چاہے، جاتے تھے افسروں سے واقفیت ہو یا نہ ہو، سفارش کرتے تھے۔ اللہ نے بھی انہیں برکت دی تھی۔ بھینسیں، موٹریں، ملازم، پانچ پانچ سو روپیہ تنخواہ پانے والے ان کے ملازم تھے۔ انگریزی اخبار بھی نکالتے تھے۔ اور ایڈیٹر انگریز رکھتے تھے، وہ فوت ہو گئے تو وہ برکت بھی جاتی رہی۔

غرض جو لوگ آخرت کا غم لگا لیں۔ اور مسلمانوں کی خدمت کریں۔ اللہ تعالےٰ اُن کے کام خود بناتے ہیں۔ اور انہیں دنیا کے غموں سے نجات دے دیتے ہیں۔

۲۷ر جنوری ۱۹۴۹ء : جمعرات

کثرت سے انقطاع اور وحدت سے اتصال

انسان عالمِ وحدت سے عالمِ کثرت میں آیا ہے۔ امتحان اس کا یہ ہے۔ کہ کثرت میں منقسم نہ ہو جائے۔ کثرت میں گم نہ ہو جائے بلکہ وحدت کو مقصود بالذات بنائے۔ اور اسی کی طرف متوجہ رہے۔ مقصود ایک ہی ہو سکتا ہے۔ اگر وحدت کو مقصود بنائے گا تو کثرت سے انقطاع لازم ہوگا۔ اکثر کثرت کو

مقصود بنائے گا تو وحدت سے انقطاع لازم ہے۔ یہ دو کشتیاں ہیں۔ بیک وقت دونوں میں سوار نہیں ہوا جا سکتا۔

کثرت بیوی بچے، برادری، رشتہ دار، کاروبار وغیرہ عام تعلقات ہیں۔ اگر خدا سے بیوی زیادہ محبوب ہے، اولاد زیادہ محبوب ہے، برادری کی رسموں کی زیادہ پرواہ ہے تو خدا سے کٹ گئے۔ حدیث میں آتا ہے۔ کہ جو دنیا سے محبت کرے گا وہ آخرت کو نقصان پہنچائے گا اور جو آخرت سے محبت کرے گا وہ دنیا کو نقصان پہنچائے گا۔ پس تم باقی رہنے والی کو فنا ہو جانے والی پر ترجیح دو۔

مقصود ایک اللہ کی رضا ہونا چاہیئے۔ بظاہر سب کے ساتھ ہوں لیکن حقیقت میں سوائے اللہ کے کسی کے ساتھ نہ ہوں۔ اللہ کے ساتھ ساری دنیا نبھ جائے فہو المراد نہ نبھے تو سب کو کاٹ کر پھینک دیا جائے۔ کثرت سے تعلقات سب شرک کی رگیں ہیں۔ مجھے بعض لوگوں پر اعتماد ہوتا ہے کہ یہ بڑے کام کے آدمی ہیں لیکن جب کوئی مجھے جواب دے دیتا ہے تو شکر کرتا ہوں کہ میں نے اس پر اعتماد کیا ہوا تھا۔ اچھا ہوا کہ یہ شرک کی ایک رگ تھی جو کٹ گئی۔

کوشش کرنی چاہیئے کہ انقطاع عن الکثرت اور اتصال بالوحدت حاصل ہو۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ان سب عبادات سے انقطاع عن الکثرت اور اتصال بالوحدت حاصل ہوتا ہے۔ آپ درس میں یا ذکر میں آتے ہیں۔ تو انقطاع عن الکثرت کر کے آتے ہیں۔ جب تک کثرت سے انقطاع نہیں ہوگا اللہ کی طرف توجہ نہیں ہو سکتی۔ دنیا میں کامیابی یہ ہے کہ کثرت میں رہتے ہوئے تعلق بالواحد کو قائم رکھتے ہوئے جائیں۔

کوٹ عبدالمالک میں مجلس ذکر کا افتتاح

۱۰ر جولائی بروز اتوار جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی دار العلوم صدیقیہ کوٹ عبدالمالک ضلع شیخوپورہ میں بعد نماز مغرب مجلس ذکر کا افتتاح فرمائیں گے

(حاجی بشیر احمد)

بقیہ: نورانی مجلسیں

ڈاکٹر کو لے گیا۔ وہ ڈاکٹر میرا شاگرد تھا۔ مولانا نے فرمایا "اس کو کیوں لے آئے؟" میں نے کہا "حضرت! یہ طبیعت دیکھنے کے لئے آئے ہیں"۔ جلال میں آ کے فرمانے لگے "مجھے مرتے ہوئے دیکھ رہے ہو؟ سندھی کی داڑھی کے بال سفید دیکھے اور کمزور دیکھ رہے ہو؟ میرا دل اب تک بھی کمزور نہیں ہوا۔ میں شکر کرتا ہوں، میں الحمد للہ پڑھتا ہوں"۔

حضرت لاہوری (سب کہو، رحمۃ اللہ علیہ) رمضان مبارک میں ترجمہ پڑھاتے ہوئے رب کے ہاں پہنچ گئے۔ خدا کی شان ہے بارش بھی ہو رہی تھی، رمضان مبارک کا مہینہ تھا۔ ہم بھی خانپور سے پہنچے۔ میں نے کہا۔ "لاہوریو! تمہیں قرآن والوں کا شان معلوم نہیں، اب دیکھ لو۔ آواز آ رہی ہے کہ قرآن مجید پڑھانے والا یہ رحمتِ الٰہی کی بارش برساتا رہا۔ اب بھی بارش برساتا ہوا خدا کے ہاں جا رہا ہے"۔

اب اس وقت ان کے جانشین خلف الرشید حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب تشریف لے آئے ہیں (اللہ ان کی زندگی دراز فرمائے۔ ہم تو بوڑھے ہو گئے ہیں۔) اور مولانا عبداللطیف صاحب وہ بھی خلیفہ ہیں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے۔ ان دونوں حضرات کی تقریریں ہوں گی۔ آپ کا بھی امتحان ہے۔ فدائی بنتا ہے تو بیٹھے رہو یہ نہیں کہ پھر اب چائے یاد آ جائے پٹھانوں کو۔ کہتے ہیں کہ سر میں درد ہو رہا ہے ایک پیالی چائے کی پئیں تو سر کھل جائے۔ دماغ کھلتا ہے قرآن و حدیث سے۔ اللہ تعالےٰ تم سب کو قرآن و حدیث کا شیدائی بنائے۔

متحدہ اسلامی محاذ کا اجلاس

متحدہ اسلامی محاذ کی با اختیار اسلامی کونسل کا اجلاس ۳۰ جون دفتر متحدہ اسلامی محاذ چوک رنگ محل لاہور میں ہو رہا ہے جس میں ملک کی موجودہ صورت حال پر غور ہو گا اور محاذ کے نظام کو وسیع بنانے کے لئے پروگرام ترتیب دیا جائے گا۔ حکیم مختار احمد الحسینی سیکرٹری نشر و اشاعت متحدہ اسلامی محاذ۔

مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن کلویا ۳۷۹ ج ب تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں

داخلہ

مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن کلویا شہری زندگی سے دور پر سکون مقام پر واقع ہے جس میں ایک مستند عالم ایک مستند قاری تعلیم و تدریس کے لئے مقرر کئے گئے۔ قرآن پاک حفظ و ناظرہ کے لئے محدود تعداد میں داخلہ جاری ہے۔ داخلہ کیلئے صرف دس طلباء مطلوب ہیں جن کی رہائش اچھی خوراک و دیگر ضروریات کا مدرسہ کفیل ہوگا۔ داخلہ سے متعلقہ تمام امور میں ناظم مدرسہ سے رجوع کریں

بلند اختر مہتمم مدرسہ عربیہ تعلیم القرآن کلویا ۳۷۹ ج ب تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ

مولانا محمد لقمان صاحب

جامع مسجد نہر والی گنج مغلپورہ لاہور میں ۱۱ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ کو فصیح اللسان مقرر شعلہ بیان حضرت مولانا محمد لقمان صاحب مرکزی مبلغ تحفظ ختم نبوت پاکستان جمعۃ المبارک پڑھائیں گے مولانا موصوف کی تقریر ٹھیک ایک بجے قبل از جمعہ شروع ہو جائیگی۔ تقریر کا عنوان سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔ تمام مسلمانوں سے درخواست ہے کہ وقت مقررہ پر پہنچ کر مولانا کی تقریر سے اپنے قلوب کو منور کریں۔

عبدالعزیز سیکرٹری انجمن اسلامیہ مسجد نہر والی

جلسہ

بمقام کوٹلہ جام۔ ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲ جولائی ۱۹۶۶ء بروز ہفتہ جلسہ دس بجے صبح شروع ہو گا۔ جس میں حضرت علامہ مناظر اسلام محمد عبدالستار صاحب تونسوی۔ حضرت مولانا قائم الدین صاحب مرکزی مبلغ تنظیم اہل سنت حضرت مولانا حافظ محمد بشیر صاحب صدر مدرس فیض القرآن کوٹلہ جام و دیگر مقامی علما کرام بھی ہوں گے مقررہ وقت پر تشریف لا کر ثواب دارین حاصل کریں۔ فقط۔

اراکین تنظیم اہلسنت جماعت کوٹلہ جام۔

جلسہ

مورخہ ۱۴ ربیع الاول مطابق ۴ جولائی بمقام جامع مسجد حیات سر روڈ گوجر خان بسلسلہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہو رہا ہے جس میں حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری ناظم اعلےٰ تحفظ ختم نبوت (ملتان) اور حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب مہتمم مدرسہ فرقانیہ راولپنڈی خطاب فرمائیں گے۔

سرگودہا میں ہفت روزہ خدام الدین اور ترجمان اسلام

محمد صادق جامع مسجد بلاک ۱ مسلم بازار حافظ بکسٹال چوک ۱ سے حاصل کریں۔

پرچہ گھر پر پہنچانے کا انتظام بھی ہے۔

بقیہ : اداریہ

سارے ممالک ہمیں مغربی سامراج کا نیازمند غلام باور کرتے تھے۔ لیکن جب وزارت خارجہ کا قلمدان مسٹر بھٹو کے پاس آیا تو پاکستان کی ساکھ یک بیک بننے لگی۔ ناممکن بات ممکن دکھائی دینے لگی۔ چین، انڈونیشیا، ایران اور ترکی سے ہمارے تعلقات گہرے دوستانہ ہو گئے، عرب ممالک کے دلوں سے بدگمانیاں دُور ہونے لگیں۔ اور دوستی کے رشتے استوار ہونے شروع ہو گئے، افریشیائی ملکوں میں پاکستان کا طوطی بولنے لگا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے اقوامِ عالم کی نگاہوں میں پاکستان کا وقار انتہائی بلند ہو گیا— حالانکہ اس سے پیشتر پاکستان کا مقام دنیا کی نظروں میں انتہائی پست ہو گیا تھا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان میں جو نظامِ حکومت رائج ہے اس کے تحت تمام اختیارات کا سرچشمہ صدرِ مملکت ہے— ایک وزیر، صدر کو مناسب مشورہ دے سکتا ہے لیکن صدر کی طے کردہ پالیسی سے انحراف نہیں کر سکتا— وہ صدر کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے اور اسے ہر کام صدر کی صوابدید کے مطابق کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ اس کے باوجود پالیسی کے خاکے کو بروئے کار لانا اور عملی جامہ پہنانا بھی جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ ہماری خارجہ پالیسی نے ۱۹۶۰ء سے اپنا رُخ بدلا ہے اور مسٹر بھٹو نے وزارتِ خارجہ کا قلمدان ۱۹۶۳ء میں سنبھالا تھا۔ آخر پہلے تین سالوں میں کیوں پاکستان نے کامیابی حاصل نہ کی؟ پھر جنگ کے بارے میں اقوامِ متحدہ میں مسٹر ایس، ایم۔ ظفر نے بھی پاکستان کی نمائندگی کی تھی اور مسٹر بھٹو نے بھی پاکستان کی نمائندگی کا حق ادا کیا تھا؟ فرق صاف ظاہر ہے۔ حالانکہ دونوں ایک ہی پالیسی اور ایک ہی نظریے کے نقیب تھے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ مسٹر بھٹو اقوامِ متحدہ میں کبھی ذوالفقارِ علیؓ بن کر لہرا رہے ہیں اور کبھی دُرّہِ عمرؓ دشمنوں کے سروں پر ضربِ کاری لگا رہے ہیں۔ عام حالات میں بھی وہ ملک کی عزت و عظمت کو چار چاند لگانے میں کبھی پیچھے نہیں رہے۔ ان کے بیانات ملکی عزت و وقار کا نشان اور جرأت و استقلال اور سیاسی بصیرت کے بہترین مظہر ہوتے تھے۔ ہندوستان جیسے مکّار حریف کو انہوں نے ہر میدان میں للکارا اور پچھاڑا ہے اور کشمیر کا مسئلہ ہر بین الاقوامی مجلس اور کانفرنس میں انہوں نے اتنی خوبی اور دردمندی سے پیش کیا اور بھارتی سامراج کو اتنی کامیابی کے ساتھ بے نقاب کیا ہے کہ بھارت چیخ چیخ اٹھا اور بھٹو کے حقیقت پسندانہ بیانات سے انگاروں پر لوٹتا رہا ہے— غرض مسٹر بھٹو نے ملک کی خارجہ پالیسی کو تب و تابِ جاودانہ عطا کی اور پاکستان کو ہر کہیں خود دار، باوقار اور ذمہ دار ملک کی حیثیت سے ابھارنے کے لئے سر توڑ کوشش کی۔ اس طرح وہ پاکستانی عوام کے بھی محبوب بن گئے— اور بین الاقوامی سیاسیات میں بھی ان کو بڑا اہم مقام حاصل ہو گیا۔

خدا کرے کہ ان کے جانشین بھی یہ روایات برقرار رکھ سکیں۔ ع

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

بقیہ : مجلس ذکر

اللہ تعالیٰ کی عبادت و ذکر سے سکون و چین میسّر ہوتا ہے، دنیا کے غم اور فکر دور ہوتے ہیں۔ گذشتہ دنوں میں شکارپور جانے کا اتفاق ہوا۔ طبیعت کافی خراب تھی۔ گرمی کی وجہ سے اور زیادہ بے چین تھا۔ وہاں غسل کرنے کے باوجود طبیعت کی بے چینی اور بے اطمینانی دُور نہ ہوئی۔ لیکن جب وہاں اللہ کے بندے قاری محمد علی صاحب نے قرآن پڑھا تو اتنا سرور حاصل ہوا کہ طبیعت کی ساری بے چینی دُور ہوگئی۔ اور جب قرآن کی برکت سے دنیا میں بے چینی اور مصیبتیں دُور ہو جاتی ہیں اور طبیعت کو سکون و چین نصیب ہوتا ہے قبر میں تو یقیناً قرآن مجید سارے عذابوں سے بچائے گا۔ اس لئے ہمیں خوب قرآن مجید کی تلاوت کرنی چاہیئے۔ ذکر و عبادت کی طرف زیادہ توجہ دیں— یہ یاد رکھیں کہ نیکی کے کام کرتے وقت مقصود صرف اللہ کی رضا اور خوشنودی ہو۔ لوگوں کو دکھاوا اور واہ وا اور شہرت مقصود نہ ہو۔ اور عاجزی و انکساری بہت زیادہ ہو۔ غرور و تکبر بالکل نہ ہونا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

جلسہ عید میلاد النبیؐ

مورخہ ۱۱، ۱۲ ربیع الاول مطابق یکم و دو جولائی ۱۹۶۶ء بروز جمعہ و ہفتہ بمقام ایم بی پرائمری سکول نزد سبزی منڈی ہونا قرار پایا ہے۔ جسمیں (۱) امیر جمعیۃ العلماء اسلام شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری ملتان۔ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری۔ حضرت مولانا محمد عمر صاحب مظفر گڑھ۔ کے علاوہ بھی متعدد علماء امت سے خطاب فرمائیں گے۔

نوٹ۔ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری بروز جمعرات بعد از نماز عشاء مذکورہ بالا مقام پر تقریر فرمائیں گے۔ احباب مطلع رہیں۔

محمد قاسم　مدرسہ قاسم العلوم لیہ ضلع مظفر گڑھ

قارئین "میثاق" کو خوشخبری

ایک عرصے سے بعض انتہائی ناگزیر مجبوریوں کی وجہ سے جو بے قاعدگی ماہنامہ "میثاق" لاہور کی اشاعت میں ہو رہی تھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ وہ اب انشاء اللہ العزیز ختم ہو جائے گی اور جولائی ۱۹۶۶ء سے پرچہ باقاعدگی سے شائع ہوگا۔

جولائی ۱۹۶۶ء کا پرچہ انشاء اللہ یکم جولائی تک سپرد ڈاک کر دیا جائے گا۔

منیجر ماہنامہ میثاق لاہور

بقیہ: مسلمان بنو باغی نہ بنو

ٹکڑے ہو جاتا ہے اور یہ عمل بار بار کرتا ہے۔ میں نے فرشتوں سے دریافت کیا کہ یہ کون آدمی ہے، اس نے کیا جرم کیا ہے؟ فرشتوں نے جواب دیا۔ کہ یہ وہ شخص ہے جو اپنی نیند کی وجہ سے فرض نمازیں چھوڑ دیتا تھا۔

جسکی نماز چھوٹ گئی اُسکا سب کچھ لُٹ گیا

ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس کی ایک نماز جاتی رہی اُس کا اِس قدر نقصان ہوا جیساکہ اس کے بال بچے اور سارا مال دولت چھن جانے کی وجہ سے نقصان ہوتا ہے۔

آپؐ نے مزید فرمایا کہ بے نمازی کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ جو نماز نہیں پڑھتا وہ مسلمان نہیں ہے۔ صرف کلمہ پڑھ لینے سے یا مسلمان کے گھر پیدا ہونے سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا جب تک کہ تمام اسلامی احکام کو اپنا کر حضور نبی کریم کے ارشاد مبارک پر عمل نہ کرے۔ جو آدمی کلمہ پڑھتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسا کہ ایک چور چوری کرتے وقت کہہ رہا ہو کہ میں نے چوری سے توبہ کرنی ہے یا یوں سمجھو کہ چوری سے توبہ کرے لیکن چوری کا مال واپس نہ کرے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ پڑھ لینے سے آدمی مسلمان اُس وقت ہوتا ہے جب اس پر عمل کرے اب کلمہ طیبہ میں انسان اس چیز کا اقرار کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس پر فرض ہو جاتا ہے کہ شرک نہ کرے۔ کسی غیر اللہ کو معبود نہ بنائے۔ دوسرے حصہ میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو تسلیم کرتا ہے۔ اب ان کو خدا کا رسول ماننے کے بعد ان کی پیروی کرنا، ان کے ہر حکم کی فرمانبرداری کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ پھر جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی ہر طرح تابعداری کرتا ہے وہ مسلمان کہلاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر عمل کرنے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنے اور نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بچوں کا صفحہ

تائیدِ غیبی

ابوالریاض محمد امین، بہاولپور

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۸ھ کو حضرت ابوعبیدہ کی زیرکمان تین سو آدمیوں کا لشکر سمندر کے کنارے بھیجا۔ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کا توشہ بھی ان کو دیا۔ پندرہ دن ٹھہرنے کے بعد کھجوروں کا توشہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا ختم ہو گیا۔ حضرت قیس رضؓ جو کہ اسی قافلہ میں تھے مدینہ پہنچ کر قیمت دینے کے وعدہ پر قافلہ والوں کے لئے تین اونٹ روزانہ خرید کر ذبح کرنے شروع کر دئے۔ تیسرے دن امیرِ قافلہ حضرت ابوعبیدہ رضؓ نے اس خیال سے کہ اگر اونٹ ختم ہو گئے تو واپسی بھی مشکل ہو جائے گی۔ کیونکہ وہ اونٹ بھی قافلہ کے لوگوں سے ہی خریدے تھے اس لئے اونٹ ذبح کرنے بند کرا دئے۔ لوگوں کے پاس کچھ کھجوریں تھیں۔ آپ نے وہ تمام کھجوریں ایک تھیلی میں بھر کر اپنے پاس رکھ لیں اور ان میں سے روزانہ ہر ایک کو ایک کھجور دے دیتے۔ ایک صحابی ایک کھجور کو چوس کر پانی پی لیتا۔ اور شام تک اسی پر گذارہ کرتا۔ اللہ اللہ۔ "ایک کھجور پر گذارہ"۔ کہہ دینا بڑا آسان ہے خاص کر جبکہ لڑائی کے لئے اور بھی قوت درکار ہو ایک کھجور پر دن بھر گذار دینا بڑی ہمت اور دل گردے کا کام ہے۔

آخر یہ کھجوریں بھی ختم ہو گئیں۔ اور اب سوائے فاقہ کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ صحابہ کبار رضؓ درختوں کے خشک پتے پانی میں بھگو کر کھا لیتے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر مصیبت کے بعد انسان کو ضرور اپنی رحمت سے نوازتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے سمندر میں سے ایک بہت بڑی مچھلی ان لوگوں تک پہنچائی۔ یہ مچھلی اتنی بڑی تھی کہ اٹھارہ دن بھی مچھلی کھاتے رہے بلکہ مدینہ منورہ پہنچنے کے لئے بھی اس مچھلی کا گوشت توشوں میں بھر لیا۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے سفر کا مفصل حال بیان کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ کا رزق تھا جو تمہیں عطا کیا گیا"۔

مشقت اور تکالیف کے بعد اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ جتنا آدمی اللہ تعالےٰ کے نزدیک ہوتا ہے اتنی ہی تکالیف زیادہ پیش آتی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو سب سے زیادہ مشقت میں ڈالا جاتا ہے۔ پھر جو سب سے افضل ہوں۔ پھر ان کے بعد جو افضل ہوں۔ اللہ تعالےٰ کسی کی آزمائش اس کی دینی استطاعت کے مطابق کرتے ہیں۔ ہر دُکھ تکلیف کے بعد اللہ تعالیٰ اُس کو اپنے لطف و کرم سے ضرور نوازتے ہیں۔ لکھا ہے کہ عام مسلمانوں کو کانٹا بھی چبھے تو خدا کی رحمت جوش میں آتی ہے۔ جتنی ماں بچے کو تکلیف میں دیکھ کر ممتا کی ماری قربان اور واری ہو کر پیار کرتی ہے۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرماویں، ہمارا امتحان نہ کریں۔ بلکہ محض اپنی رحمت سے نوازتے رہا کریں۔ آمین!

مسلمان ہو، باغی نہ ہو

ضمیر احمد نور شل بہاولپور

شاہی سلام نماز شہنشاہی سلام ہے جو شخص بادشاہوں کے بادشاہ اللہ تبارک تعالیٰ کے بلانے سے اس کے دربار میں حاضر نہ ہو، اور شاہی سلام بجا لانے سے جی چرائے تو یاد رکھو وہ اس شہنشاہِ حقیقی سے باغی خیال کیا جائے گا۔ دنیا کے بادشاہ اپنے باغی کو برسرِعام تختۂ دار پر لٹکا دیتے ہیں اور بڑی سے بڑی سزا وہ دنیا میں دے سکتے ہیں اور دیتے ہیں۔ یہ تو ہوئی دنیا کے بادشاہ سے بغاوت کی سزا۔ اب جو ہر چیز پر قادر ہے اُس سے بغاوت کی سزا ......!

اللہ تبارک تعالےٰ نے جس وقت فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو تو ابلیس جس نے ستّر ہزار سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ صرف آدمؑ کو سجدہ نہ کرنے سے ستّر ہزار سال کی عبادت ضائع ہو گئی، مردود ہو گیا اور شیطان ٹھہرا۔ یہ صرف اللہ تعالےٰ کا ایک حکم نہ ماننے کی سزا ہے۔ اب جو نماز نہیں پڑھتا ـــ وہ احکم الحاکمین کی ایک دن میں پانچ مرتبہ حکم عدولی کرتا ہے۔ ایک حکم نہ ماننے سے سب فرشتوں کا استاد مردود ہوا۔ تو جو دن میں پانچ مرتبہ حکم کی نافرمانی کرے اس کا کیا حشر ہو گا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان اور کافر کے درمیان فرق صرف نماز کا ہے۔ جب یہ نماز کی دیوار ہٹ گئی تو کوئی فرق نہ رہا۔ آپؐ نے ایک جگہ ارشاد فرمایا۔ کہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی۔ وہ کفر کے قریب پہنچ گیا۔

ایک دن صبح کی نماز سے فارغ ہو کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات میرے پاس دو فرشتے آئے اور مجھ کو اپنے ساتھ لے گئے میں نے دیکھا ایک شخص ہاتھ میں پتھر لے کر نیچے پڑے ہوئے آدمی کے سر پر مار رہا ہے اور جب وہ پتھر اس کے سر پر مارتا ہے تو اس کا سر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ اور پتھر اُچٹ کر دُور جا پڑتا ہے۔ اتنی دیر میں وہ پتھر لینے کے لئے جاتا ہے اس کا سر درست ہو جاتا ہے۔ وہ پتھر پھر پورے زور سے اُس کے سر پر دے مارتا ہے اور سر پھر ٹکڑے

(باقی ص۲۱ پر)

یکم جولائی سنہ ۱۹۶۶ء ۲

ٹیلیفون ۶۷۵۴۵

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۳۱ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۴۷-۲۸۱ مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲-۷۶۶/۹/۳۹ مورخہ ۲۴۔ اگست سنہ ۱۹۶۴ء

ایجنٹ حضرات اور قارئین کرام "ہفتہ وار خدام الدین" کی فوری توجہ کی ضرورت

ایجنٹ حضرات "ہفتہ وار خدام الدین" کی طرف سے بلوں کی ادائیگی میں تاخیر ادارہ کے لئے بڑی پریشانی کا موجب بنی ہوتی ہے۔ ایجنٹ حضرات کو بار بار اس تاخیر کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے لیکن بالکل بے سود۔ سوائے چند ایک حضرات کے باقی صاحبان بلوں کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں کرتے اور جو کچھ ادا کرتے بھی ہیں وہ رقم ان کے بل کی مجموعی رقم کے مقابلہ میں بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے پرچہ کی کتابت، طباعت اور سٹاف وغیرہ کی تنخواہ کا انتظام کرنے میں بڑی مشکل پیش آتی ہے اور یہ مالی مشکلات رسالہ کی اشاعت میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہیں۔ کیا ایجنٹ حضرات نے کبھی اس بات پر غور کیا ہے کہ بل ماہ بماہ وقت پر وصول نہ ہونے کی صورت میں رسالہ کی اشاعت کے اخراجات کس طرح پورے کئے جائیں؟

ایجنٹ حضرات اور قارئین کرام پر بخوبی واضح ہے کہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہفتہ وار خدام الدین محض قال اللہ وقال الرسول کی آواز عام کرنے کی غرض سے شائع کرانا شروع کیا تھا کوئی تجارتی غرض یا دنیوی نفع اس سے مقصود نہ تھا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس امر کی پوری رعایت رکھی تھی کہ خواص و عوام یکساں طور پر اس سے استفادہ کر سکیں چنانچہ اس کی قیمت صرف چار آنے تجویز فرمائی تھی۔ یہ قیمت ایجنٹوں کو کمیشن ادا کرنے کے بعد بصد مشکل اصل لاگت کو پورا کرتی ہے۔ صد افسوس ہے کہ اکثر ایجنٹ حضرات ادارہ کی ان مشکلات کی طرف سے غفلت کوشی سے کام لے رہے ہیں ان کا یہ طرزِ عمل ادارہ کیلئے کئی مصیبتوں کا پیش خیمہ ہے اور پرچہ انتہائی مشکلات سے دوچار ہے۔ اگر ان کے اس مجرمانہ تغافل کے باعث پرچہ کو نقصان پہنچا تو وہ عند اللہ جواب دِہ ہونگے کہ انہوں نے دین کے کام میں روڑا اٹکایا۔

بقایا جات کی ادائیگی کی تاخیر کے لئے بعض ایجنٹ حضرات اکثر یہ شکایت کرتے ہیں کہ قارئین کرام وقت پر ان کی رقوم ادا نہیں کرتے اس لئے قارئین کرام کی خدمت میں بھی ادارہ التماس کرتا ہے کہ اپنے اپنے شہر کے ایجنٹ کی رقم ماہ بماہ چکا دیا کریں تاکہ وہ بل کی رقم ادا کرنے میں کئی کئی ماہ تک خاموش نہ بیٹھے رہیں۔

ان حالات کے پیش نظر ادارہ ایجنٹ حضرات سے ایک دفعہ پھر درخواست کرتا ہے کہ اپنے بقایا جات زیادہ سے زیادہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۶۶ء تک ادا کر دیں تاکہ مالی مشکلات رسالہ کی اشاعت میں رکاوٹ کا باعث نہ بنیں۔ ورنہ یکم اگست سنہ ۱۹۶۶ء سے پرچہ کی ترسیل بند کر دی جائے گی اور بقایا جات کی وصولی کے لئے چار و ناچار قانونی کارروائی کرنی پڑیگی۔ امید ہے کہ ایجنٹ حضرات اس مہلت سے فائدہ اٹھائیں گے اور ادارہ کو مالی مشکلات سے نجات دلائیں گے۔ ورنہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۶۶ء کے بعد ان کے نام رسالہ میں شائع کر دئے جائیں گے۔

★ ——— مینیجر ہفت روزہ خدام الدین

(فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا)